Farooqi
2018

طابع: لوپیل پرنٹنگ پریس، لاہور۔

طبع اوّل: اکتوبر 2023ء

قیمت:

ISBN: 978-969-712-013-0

مارکیٹنگ: عمر فاروق فاروقی +92 300 503 6836

عامر عقیل فاروقی +92 300 429 9389

محمد شکیل فاروقی +92 312 455 7772

پتہ: فاروقی آرٹ سٹوڈیو/ درویش گاہ، آفس 202، عظیم مینشن، فضل حق روڈ، بلیو ایریا، اسلام آباد

فون نمبر: +92 306 401 6514

ای میل: info@shafiquefarooqi.com

farooqiart@gmail.com

www.shafiquefarooqi.com

میری دعا

کوئی تو ہوگی جزا ایسے مُناجاتی کی
عمر بھر جس نے ترے اِسم کی خطاطی کی

اے اللہ تو بڑا اعظیم ،شفیق، خوبصورت اور مہربان ہے۔ یہ لوح وقلم تیری جلوہ گری کے کرشمے ہیں۔ دنیا کے تمام علوم وفنون تیری ہی شان وعظمت کے لئے ہیں ۔تمام تعریفیں تیرے لئے اور سب کام تیرے لئے۔ تمام بھروسے تجھ ہی سے منسوب ہیں۔ میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ ناچیز کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ میری التجاہ ہے کہ مجھے ہمت، استطاعت ، استقامت اور وسائل عطا فرما کہ میں تیرے لئے اتنا کام کروں کہ جس سمت نظر جائے اطراف کے در و دیوار تیرے ہی نام سے مزین ومرطع نظر آئیں۔ جس گھر کا دروازہ کھولوں سامنے تیرا ہی نام آویزاں نظر آئے۔ اس پاک سرزمین پر ایک عظیم والشان عمارت میں تیرے ناموں کو اس طرح مزین کروں کہ دنیا بھر میں بے مثال نمونہ بنے اور اس کا کوئی ثانی نہ ہو۔ میرے اللہ تو سب کا پروردگار ہے میرا تیرے سوا کوئی پرسان حال نہیں۔ مجھ سمیت تمام امت مسلمہ پر اپنا خصوصی فضل وکرم فرما۔ آمین

محمد شفیق فاروقی

پیش لفظ

جس طرح پھول ہر شاخ پہ دعا کی پھیلی ہوئی ہتھیلی کی مانند مہکتا ہے اسی طرح سُر محبت کا پیغام دیتے ہیں جہاں خوشبو اور سُر آپس میں مل جائیں وہاں سے مصوری شروع ہو جاتی ہے، جو بھی خاکہ تیار کیا جاتا ہے اسے مصور اپنے سوچ کے رنگ دینے کے لئے دھنک سے التجا کرتا ہے اور اس کے سامنے ہاتھ باندھے تابعداری کا استعارہ بن جاتا ہے، رنگوں کی بھی اپنی حاکمیت ہوتی ہے ایسے میں وہ روشنی کی کرنوں سے منور رنگوں کو مصور اور خطاط کے جام جنوں میں تاثیر، رنگ اور روشنی انڈیل دیتے ہیں۔ جس طرح محبوب اور محبّ کے وصل سے محبت کی نخل سیراب ہوتی ہے اسی طرح سے مصور کے شوقِ جنون سے خطاطی اور تصور گفتگو کر اُٹھتے ہیں۔

میں نے مصوری کے دوران اپنے وجود کی نفی ہوتے دیکھی اور میرے اندر ایک وجدان کی کیفیت نے جنم لیا میری روح اکثر میرے رنگوں میں پرواز کرنے لگتی، میں اپنی انگلیوں اور رنگوں سے لکیریں بناتا تو مجھے ان میں آیتوں کی شبیہ نظر آتی۔ کئی مرتبہ تو آڑھی ترچھی لکیروں میں اس طرح محو ہو جاتا کہ اپنے ہونے کا احساس خود کو دلانے کے لئے مجھے خود کو چٹکی کاٹنی پڑتی، پہروں ڈوبتے سورج کو دیکھنا، چاند سے باتیں کرنا، ستارے گننا، تیز ہواؤں میں دریچہ کھول دینا اور موسیقی کے لئے کینوس پہ برش چلانا بس یہی میری کیفیات تھیں، مین کیفیت کا مصور بھی ہوں اور جذبات کا ذہنی بھی، مجھے کچھ انوکھا کرنے کی لگن تڑپاتی رہی، حاصل یہ ہوا کہ بطور مصور میں نے مصوری کے مختلف شعبوں میں طبع آزمائی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری پینٹنگز کو نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک خصوصاً امریکہ، برطانیہ، ترکی اور دیگر ممالک میں سراہا گیا۔ اسلامی خطاطی ہمیشہ میری ترجیح رہی ہے۔ شروع میں کینوس پر برش کی مدد سے تخلیق سفر کا آغاز کیا لیکن اس امر کا علم ہونے پر کہ برش کے ریشے اسلامی نقطہ نظر سے کچھ مناسب مواد سے تیار نہیں کیے جاتے ہیں میں نے اسلامی خطاطی، قرآنی آیات خصوصاً اسمائے حسنہ کی پینٹنگز تخلیق کرتے وقت برش کے استعمال سے دانستہ احتراز کیا۔ میں کینوس پر روغنی رنگوں سے خطاطی کو تصور کرتے ہوئے قلم یا برش کی بجائے پلٹ نائف اور اپنے ہاتھوں کی تخلیق انگلیاں استعمال کرتا ہوں تاکہ مقدس اور بابرکت ناموں کی پینٹنگز میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے، اگرچہ اس طرح بعض اوقات میری مصورانہ خطاطی کے دائروں اور قوسوں کے اوزان میں قدرے فرق آجاتا ہے تاہم مجھے فخر ہے کہ ان پینٹنگز میں رنگ میری انگلیوں کی پوروں میں پھوٹے ہیں اور ان کی صورت گری میری وجدانی کیفیت کی مجاز ہے۔

اسلامی ماحول اور فنون لطیفہ مجھے خاندانی وراثت میں ملے ہیں۔ ابتدائی تعلیم میں مجھے ایسے استاد ملے جنہوں نے میری بہت راہنمائی کی۔ 1965 میں لاہور منتقل ہوا تو میرے تایا منشی محمد حسین خطاط اور ماموں محمد اشرف آرٹسٹ کی مدد سے استاد لطیف اور استاد اللہ بخش کی صحبت نصیب ہوئی جنکی راہنمائی سے میں نے اپنی مصوری کا آغاز لینڈ سکیپ سے شروع کیا میری پہلی نمائش

الحمرا آرٹ کونسل میں ہوئی جس کا افتتاح استاد اللہ بخش نے کیا۔اس نمائش میں، میں نے لینڈ سکیپ کا انتخاب کیا میری اس نمائش میں آبی رنگوں کی مصوری اور روغنی رنگوں کی مصوری کو بہت پسند کیا گیا۔استاد اللہ بخش نے مجھے ایک پینٹنگ پر اسپیشل انعام بھی دیا بعد میں مجھے استاد خالد اقبال اور اپنا مولکا احمد کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔یہ دور میری زندگی کا بہت اہم دور ہے۔اس زمانے میں روائتی خطاطی پر بہت کام ہو رہا تھا کچھ سینئر مصوروں نے خطاطی کو اپنے اپنے انداز میں پیش کرنا شروع کیا جس کو مصورانہ خطاطی یا خطی مصوری کا نام دیا گیا۔استاد شاکر علی نے اپنی مصوری میں خطاطی کو بطور موضوع پینٹ کیا۔یہ ایک نیا انداز تھا جس نے مجھے بہت متاثر کیا۔میری مصوری کا دوسرا مرحلہ یہیں سے شروع ہوتا ہے۔میری خطی مصوری اپنے اچھوتے انداز کی وجہ سے بہت مقبول ہوئی۔

پاکستان میں تمام بڑے شہروں کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک خطاطی اور مصوری کی نمائشیں کیں اس کے علاوہ مقامی طور پر مختلف ہسپتالوں اور اداروں خاص طور قابل ذکر شیخ زید ہسپتال اور فاطمہ میموریل ہسپتال میں جو خطاطی کا کام کیا وہ قابل تعریف ہے۔میری مصوری کا تیسرا دور Symbolic Paintings تب شروع ہوا جب مجھے فاؤنٹین ہاوس لاہور اور ذہنی امراض کے ایک ادارے کے ساتھ ترکی اور ہالینڈ میں کام کرنے کا موقع ملا اور یہی میری ماسٹر ڈگری کا مقالہ تھا۔

Symbiosis Concept in Art, Journey of Lines with Symbols, Calligraphy and Color جس کی مدد سے افکار اقبال پر کام شروع کیا تو خیال آیا کہ پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے نبی ﷺ کے مبارک ناموں پر تخلیقات کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے چنانچہ "لا الہ الا اللہ" اور "محمد الرسول اللہ ﷺ" کے عنوان سے دو کتابیں ترتیب دیں، خطاطی کے ان نمونوں کو کتابوں کی صورت میں یکجا اور شائع کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ فیض و برکات کے حامل ان نمونوں تک عوام وخواص کی رسائی ہو اور اس کی تاثیر سے زیادہ لوگ فیض یاب ہو سکیں۔

شکر الحمد اللہ پہلی کتاب "لا الہ الا اللہ" جو کہ اللہ کے ناموں پر مشتمل ہے پیش کی جا رہی ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ کتاب سب کو بہت پسند آئے گی۔ میں اپنے ان تمام احباب اور عزیز و اقارب کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری واشاعت میں میری مدد کی ان سب کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لئے اللہ پاک سے دعا گو ہوں۔۔

دعا گو و دعا جو

محمد شفیق فاروقی

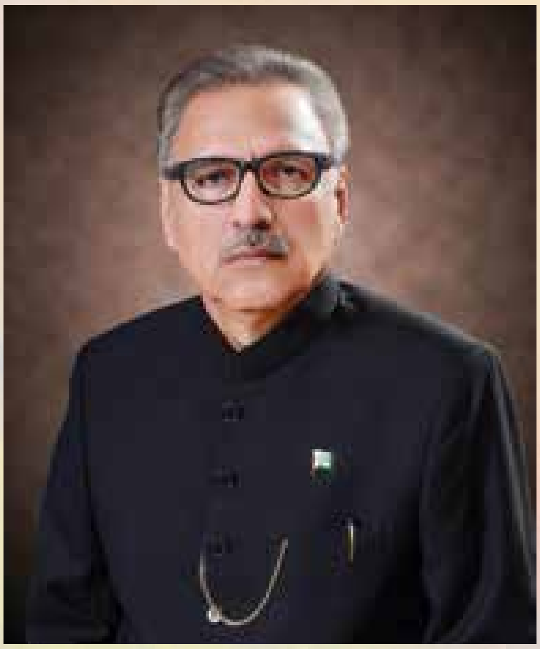

شفیق فاروقی کی خطاطی کی کتاب کے اجراء کے موقع پر

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب ڈاکٹر عارف علوی کا پیغام

خوشی کی بات ہے کہ ملک کے معروف خطاط شفیق فاروقی تقریباً 150 روغنی رنگوں کی خطاطی پر مشتمل کتابیں شائع کر رہے ہیں، جس میں انہوں نے اللہ کریم اور اس کے رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء گرامی کو اپنی مصوری کا مرکز ومحور بنایا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہمارے نامور مصوروں نے مصورانہ خطاطی کی روایت کو ایک نئی جہت عطا کی تھی، جن میں شاکر علی، عبدالرحمٰن چغتائی، صادقین، گل جی، محمد حنیف رامے اور اسلم کمال خاص طور پر اس دبستان خطاطی میں بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ شفیق فاروقی نے اپنے تحقیقی سفر میں اس ثروت مندانہ سے استفادہ بھی کیا ہے اور ایک انفرادی راہ بھی نکالی ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنے کام کو محنت اور لگن کے ساتھ جاری رکھیں گے۔

یقین ہے کہ پیش نظر کتب جہان فن میں لائق تحسین گردانی جائیں گی اور عوام بھی اس سے مستفید ہوں گے۔

مئی 2023ء

تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

(صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل و ڈپٹی چیئرمین بورڈ آف گورنرز منہاج یونی ورسٹی لاہور)

تاریخِ اسلام میں فنِ خطاطی کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ ایک ماہر خطاط قلم کے ذریعے قرطاس پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھاتا ہے۔ وہ مختلف خطوط میں خوبصورت تحریر کے ذریعہ اپنے ذوقِ جمال کا اظہار کرتے ہوئے لافانی نقوش ثبت کرتا ہے۔ اِسی طرح ایک مصوّر تصویروں اور رنگوں کے ذریعے اپنے فن کا کمال دکھاتا ہے۔ مسلمانوں نے فنِ خطاطی میں بہت خدمات سر انجام دی ہیں۔ اُنہوں نے دیدہ زیب خطوں میں قرآنِ مجید تحریر کیے۔ مختلف آیات، احادیث، بزرگوں کے اقوال اور شعراء کے کلام بھی مختلف خطوں میں رقم کیے۔ اِسلامی حکومتوں کے سلاطین ہمیشہ علماء، ادباء، خطباء، اہلِ فن اور خطاطین کی ہمت افزائی کرتے رہے ہیں۔ خلافتِ عثمانیہ اور مغل دورِ حکومت میں فنِ خطاطی پر خاص توجہ دی گئی۔ سلاطین خود بھی کمال درجہ کے خطاط ہوتے تھے۔ ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قُرآنِ مجید کے نسخے آج بھی موجود ہیں۔ ہر دور میں بہترین خطاط پیدا ہوئے جنھوں نے قُرآنِ مجید کو خوبصورت رسم الخط میں تحریر کیا۔ آج ہمارے پاس ان خطاطین کے بے شمار نمونے موجود ہیں۔ مسلمان مصوّروں نے اپنے آرٹ کو خطاطی کے فن کے ساتھ منسلک کرتے ہوئے اِن تحریروں کو مختلف طریقوں سے خوبصورت بنایا اور حروف کو تصویروں کی شکل دے کر انہیں خوبصورت رنگوں سے پُرکشش اور جاذبِ نظر بنایا۔ اِس میدان میں جن لوگوں نے بے مثال خدمات سر انجام دیں اُن میں استاذ الخطاطین وزیر ابن مقلہ، ابن البواب، یاقوت المستعصمی، شیخ حمد اللہ اماسی، حافظ عثمان، سید الکتاب جمال الدین لاہوری کے اسماء گرامی سرِفہرست ہیں۔ پاکستان کی پہچان بننے والے اُردو زبان کے خصوصی خط نستعلیق لاہوری کے بانی صوفی عبدالمجید پروین رقم ہیں۔ اُن کے علاوہ پاکستان میں تاج الدین زریں رقم، محمد صدیق الماس رقم، محمد یوسف دہلوی، سید انور حسین شاہ نفیس رقم، حافظ محمد یوسف سدیدی، صوفی خورشید عالم خورشید رقم، واجد محمود یاقوت رقم اور خورشید گوہر قلم بہت معروف ہوئے۔ ان خطاطین کے فن پارے آج بھی جنت نگاہ ہیں۔ دورِ حاضر میں رشید بٹ، محمد جمیل حسن نفیسی، الہی بخش مطیع، محمد علی زاہد اور عرفان احمد قریشی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اِن کے فن پارے آج بھی ہمارے ماضی کی عظیم روایات کے عکاس ہیں۔

جدید مصوّرانہ خطاطی میں صادقین مرحوم، حنیف رامے، شاکر علی اور اسلم کمال وغیرہ نے پاکستان کا نام روشن کیا۔ اِسی قبیلہ کے ایک معتبر شخصیت محمد شفیق فاروقی ہیں جو مصوّرانہ خطاطی میں عالمی سطح پر پاکستان کا

حوالہ بنے اور اُن کی خدمات ہمیشہ ناقابلِ فراموش رہیں گی۔

اِسلامی خطاطی کی تزئین وتذہیب کا کام آج بھی جاری ہے۔ آج بھی ایسے صاحبانِ فن موجود ہیں جو انتہائی مہارت اور خوبصورتی سے اس کام کو سر انجام دیتے ہیں۔ اِسلامی فنون میں باری تعالیٰ کے اسمائے حُسنیٰ اور حضور خاتم النبین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اسمائے گرامی کو خوشخط لکھنا اور ان کو مزین و آراستہ کرنا اِن صاحبانِ فن کا عمل رہا ہے۔ یہ عمل بلاشبہ انتہائی خوبصورت اور دُنیا کا بہترین عمل ہے۔ حضور نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اسمائے گرامی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس سے نسبت اور تعلّق کے باعث اللہ تعالیٰ کو اتنے ہی محبوب ہیں جتنی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذات محبوب ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی توقیر کا تقاضا ہے کہ آپ سے منسوب ہر چیز کی توقیر کی جائے۔ آپ کے اسمائے گرامی کی نسبت کا شمار تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذاتی نسبتوں میں ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کا حد درجہ احترام ہر شخص پر واجب ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اسمائے گرامی کو خوبصورت انداز سے لکھنا آپ کے ساتھ تعلّق جسمی و عشقی کا آئینہ دار ہے۔

اسمائے مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خوبصورتی کا تقاضا ہے کہ انہیں خوبصورت، دیدہ زیب اور پُرکشش انداز میں لکھا جائے۔ محترم محمد شفیق فاروقی نے حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف "اسمائے مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میں موجود حضور تاجدار کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اسمائے مبارکہ کو اِنتہائی خوبصورتی سے لکھا ہے اور ان اسمائے گرامی کے معانی و مفاہیم کے اعتبار سے خوبصورت رنگوں سے منظر کشی بھی کی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ فاروقی صاحب کے کام میں نُدرت و رعنائی اور دِلکشی و دل آویزی ہے۔ اُنہوں نے ہر اسم مصطفیٰ پر انتہائی محنت، لگن، ذوق و شوق، اعلیٰ درجہ کی مہارت اور کمال درجہ کی خوبصورتی سے کام کیا ہے۔ آقائے نامدار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے محبّت و وارفتگی اُن کے کام سے عیاں ہے۔ ان فن پاروں کی خوبصورتی اسمائے مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حُسن وجمال کی عکاس ہے۔ فاروقی صاحب نے اسمائے مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اِس زیبائی اور رعنائی کو خطی مصوّری میں پیش کیا ہے، ان کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے۔ ان شاء اللہ اُن کی یہ کوشش سعئ مشکور ہے اور اُن کے لیے دُنیا و آخرت میں اجر و جزا کا بہترین وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ میں اُن کو اِس شاندار کام پر مبارکباد دیتا ہوں اور دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسمائے مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے وسیلے سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذات کے ساتھ ہمارے تعلّق کو مزید مستحکم فرمائے اور ہمارے دلوں کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی محبت سے سرشار فرمائے۔ (آمین)

محمد
رسول الله

بَلَغَ العُلَىٰ بِكَمَالِهِ
كَشَفَ الدُّجَىٰ بِجَمَالِهِ
حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ
صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

Farooqi
2-18

نبی اکرم ﷺ کے اسمائے مبارک

۱۔ مُحَمَّدٌ ﷺ

اسم 'محمد ﷺ' اتنا دلکش اور حسین ہے کہ اس کے سنتے ہی ہر نگاہ فرطِ تعظیم وادب سے جھک جاتی ہے اور لبوں پر درود وسلام کے زمزمے جاری ہو جاتے ہیں، لیکن یہ حقیقت بہت سوں سے مخفی ہے کہ اس کا معنی ومفہوم بھی اس کے ظاہر کی طرح حسین ودلآویز ہے۔ لفظ محمد 'حمد' سے مشتق ہے جس کے معنی تعریف اور ثنا بیان کرنے کے ہیں۔ یہ نام قدرت کی طرف سے روزِ اول ہی سے آپ ﷺ کے لیے خاص کر دیا گیا تھا۔ سابقہ کتبِ سماویہ میں یہ اسم مبارک بار بار بیان ہوتا رہا۔ قرآنِ مجید میں آپ ﷺ کا یہ نام چار مرتبہ آیا ہے۔

۲۔ أَحْمَدُ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے: ''اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ یا سب سے زیادہ حمد کرنے والے۔'' آپ ﷺ سے قبل کسی کا نام احمد نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنی قوم کو آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری دیتے ہوئے یہی نام بتایا تھا، جیسا کہ قرآنِ مجید کی سورۃ الصّف (۶۱:۶) میں مذکور ہے۔

۳۔ حَامِدٌ ﷺ

یہ ''حمد'' مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی شایان شان اس کی حمد وثنا کرنا ہے۔ یہ وصف حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں بہت ہی نمایاں ہے کیونکہ آپ ﷺ ہر حالت میں اللہ کی حمد وثنا کرتے رہتے ہیں۔

۴۔ مَحْمُودٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''جس کی تعریف کی جائے''اور حضور ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کی کثرت کے سبب تعریف کی جاتی ہے۔

۵۔ قَاسِمٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''تقسیم کرنے والا''، جملہ نعمتیں چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے عطا کی جاتی ہیں اس لیے آپ ﷺ قاسم ہیں۔

۶۔ عَاقِبٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''پیچھے آنے والا''، حضور نبی اکرم ﷺ چونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لائے اس لیے آپ ﷺ عاقب ہیں۔

۷۔ فَاتِحٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''کھولنے والا۔'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتح ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہِ ہدایت کا دروازہ کھولا۔ علاوہ ازیں روزِ محشر جنت کا دروازہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولیں گے۔

۸۔ شَاهِدٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''جاننے والا، مشاہدہ کرنے والا یا حاضر اور موجود ہونے والا۔'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَحوالِ اُمت کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور عطائے الٰہی سے وہ کچھ جانتے ہیں جو کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

۹۔ حَاشِرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: لوگوں کو جمع کرنے والا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام اس لیے ہے کہ روزِ قیامت سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں اپنی قبروں سے اٹھا کر جمع کئے جائیں گے۔

۱۰۔ رَشِيدٌ ﷺ

رشید کا معنی ہے: ''ثابت قدم اور ہدایت دینے والا۔'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین پر ثابت قدم اور اُمت کو ہدایت دینے والے ہیں۔

MUHAMMAD – Highly Praised

۱۱۔ مَشْھُوْدٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''وہ جس کے اوامر ونواہی کی شہادت دی جائے۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ نے پیغامِ حق پہنچایا اور لوگوں نے اس کی گواہی دی۔

۱۲۔ بَشِیْرٌ ﷺ

بَشِیْر کا معنی ہے: ''بشارت دینے والا اور خوش خبری سنانے والا۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کو بشارت دینے والا بنا کر بھیجا گیا۔ آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی قرآنِ مجید میں بھی مذکور ہے۔

۱۳۔ نَذِیْرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''ڈر سنانے والا۔'' حضور ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ کفار و مشرکین اور عاصیوں و گنہگاروں کو آپ ﷺ ڈر سنانے والے ہیں۔

۱۴۔ دَاعٍ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''بلانے والا۔'' حضور نبی اکرم ﷺ داعٍ ہیں کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کی طرف بلانے والے ہیں۔

۱۵۔ شَافٍ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اِس لیے ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اِذن سے بیماری سے شفا دینے والے ہیں۔ علاوہ ازیں اپنی اُمت کے دکھوں کا مداوا فرماتے ہیں۔

۱۶۔ ھَادٍ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''ہدایت دینے والا۔'' اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا، اسی لیے آپ ﷺ کا نام ھادٍ ہے۔

۱۷۔ مَھْدٍ ﷺ

مہد وہ ذاتِ بابرکات ﷺ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حق کی ہدایت مرحمت فرمائی۔

۱۸۔ مَاحٍ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''مٹانے والا۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا نام ماحٍ اس لیے ہے کہ آپ ﷺ دنیا سے کفر و شرک کو پہلے انبیاء کی نسبت زیادہ مٹانے والے ہیں۔

۱۹۔ مُنجٍ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''نجات دلانے والا'' حضور نبی اکرم ﷺ منجٍ ہیں کہ آپ ﷺ اپنی اُمت کو آگ سے نجات دلانے والے ہیں۔

۲۰۔ نَاہٍ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''روکنے والا'' حضور نبی اکرم ﷺ اس سبب سے ہیں کہ آپ ﷺ لوگوں کو برائی سے روکتے ہیں۔

۲۱۔ رَسُوْلٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: پیغامبر۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پیغام حق دے کر مبعوث فرمایا اس لیے آپ ﷺ کا یہ نام ہے۔

۲۲۔ نَبِیٌّ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''غیب کی خبریں بتانے والا'' حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو غیب کی خبریں بتائیں اس لیے نبی کہلائے۔

۲۳۔ أُمِّیٌّ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''جو کسی دنیوی ذریعہ علم سے نہ پڑھا ہو'' حضور نبی اکرم ﷺ اُمی نبی ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیے بلکہ آپ ﷺ کو خود رحمٰن نے پڑھایا۔

۲۴۔ تِہَامِیٌّ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کے اس نام کی نسبت تہامہ کی طرف ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

۲۵۔ ہَاشِمِیٌّ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کے اس لقب کی نسبت آپ ﷺ کے پڑدادا ہاشم بن عبد مناف کی طرف ہے۔

۲۶۔ أَبْطَحِیٌّ ﷺ

لغوی طور پر اس کا معنی ہے: وہ پانی جو پہاڑوں سے نیچے آئے اور اُبھر اُبھر کر بہے۔ اس نام کی نسبت مکہ کے اس کشادہ نالے کے ساتھ ہے جس میں وادیٔ مکہ کا پانی بہتا تھا۔ اُسے یہ نام اس لیے دیا گیا کہ یہ قریش بطاح کے ساتھ خاص تھا، اس حوالے سے حضور ﷺ کو أَبْطَحِیٌّ کہا جاتا ہے۔

۲۷۔ عَزِیْزٌ ﷺ

اُمت کا تکلیف اور مشقت میں پڑنا آپ ﷺ کو سخت گراں گزرتا ہے، اس لیے آپ ﷺ کا لقب عزیز ہے۔ یہ لقب سورۃ التوبہ (۱۲۸:۹) میں مذکور ہے۔

۲۸۔ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ ﷺ

حریصٌ سے مراد ہے کہ مطلوب کے لیے قوی ارادہ ہونا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اُمت کے راہِ ایمان و ہدایت پر ہونے کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ یہ اسم قرآنِ مجید کی آیت مبارکہ (۱۲۸:۹) سے ماخوذ ہے۔

۲۹۔ رَءُوْفٌ ﷺ

رَءُوْفٌ سے مراد ہے: ''رحمت میں شدت اور مبالغہ۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کو اس وصف عالی کے متحمل ہونے کے باعث یہ نام دیا گیا۔

۳۰۔ رَحِیْمٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''بہت زیادہ رحم کرنے والا۔'' اللہ تعالیٰ خود رحیم ہے اور اس نے یہ صفت اپنے محبوب ﷺ کو بھی عطا فرمائی اور آپ ﷺ کو اس نام سے نوازا۔

۳۱۔ طٰهٰ ﷺ

یہ لفظ قرآن پاک کے حروفِ مقطعات میں سے ہے اور اہل علم نے اسے آپ ﷺ کے اسماء میں بھی شمار کیا ہے۔

۳۲۔ مُجْتَبٰی ﷺ

اس کا معنی ہے: ''چنا ہوا۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو چن لیا اور اپنا محبوب بنایا۔

۳۳۔ طٰسٓ ﷺ

یہ لفظ قرآنِ مجید کے حروف مقطعات میں سے ہے، اور اسے حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم کہا گیا ہے۔

۳۴۔ مُرْتَضٰی ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ خود آپ ﷺ کی رضا کا طالب ہے۔

۳۵۔ حٰمٓ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم مبارک ہے اور حروفِ مقطعات میں سے ہے۔

۳۶۔ مُصۡطَفٰی ﷺ

اس کا معنی ہے: ''چنا ہوا۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی عنایات و نوازشات کے لیے چن لیا۔

۳۷۔ یٰسٓ ﷺ

یہ قرآنِ مجید کے حروف مقطعات میں سے ہے اور مفسرین نے اسے حضور نبی اکرم ﷺ کے اسمائے گرامی میں شمار کیا ہے۔

۳۸۔ أَوۡلٰی ﷺ

أَوۡلٰی کا معنی ہے: ''سب سے زیادہ قریب۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ ایمان والوں سے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۳۹۔ مُزَّمِّلٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''کپڑا اوڑھنے والا۔'' اللہ تعالیٰ نے سورۃ المزمل (۷۳:۱) میں آپ ﷺ کو اس نام سے مخاطب فرمایا جب آپ ﷺ کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔

۴۰۔ وَلِیٌّ ﷺ

اس سے مراد 'مدد کرنے والا، سرپرست یا متولی' ہے۔ آپ ﷺ کو جمیع مخلوق کے سرپرست اور متولی ہونے کے سبب یہ نام دیا گیا۔

۴۱۔ مُدَّثِّرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''کملی اوڑھنے والا۔'' حضور نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ کملی اوڑھے لیٹے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس نام سے خطاب فرمایا۔

۴۲۔ مَتِیۡنٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''نہایت مضبوط''۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بے پناہ جسمانی قوت سے نوازا۔

۴۳۔ مُصَدِّقٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی اس لیے رکھا گیا کہ حضرت جبرئیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی لے کر آئے آپ ﷺ نے اُس کی تصدیق فرمائی۔

۴۴۔ طَیِّبٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''پاک و عمدہ ہونا'' اور (اس میں کوئی شک نہیں کہ) حضور نبی اکرم ﷺ سے زیادہ پاک کوئی نہیں۔

۴۵۔ نَاصِرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''مددگار۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ نے دین کی نصرت فرمائی اور اسلام کو عزت بخشی۔

۴۶۔ مَنْصُوْرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''مدد یافتہ''۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ اشاعت دین میں آنے والی مشکلات و مصائب میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔

۴۷۔ مِصْبَاحٌ ﷺ

مصباح چراغ کو کہتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ جہالت و کفر کی تاریکیوں میں ہدایت کا چراغ ہیں۔

۴۸۔ اٰمِرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: نیکی کا حکم فرمانے والے۔ حضور نبی اکرم ﷺ چونکہ سب سے زیادہ نیکی کا حکم فرمانے والے تھے اس لیے آپ ﷺ کو یہ نام دیا گیا۔

۴۹۔ حِجَازِیٌّ ﷺ

حضور ﷺ کے اس نام کی نسبت حجاز کی طرف ہے جو کہ مکہ مکرمہ، یمامہ اور اس کے اردگرد کا علاقہ ہے۔

۵۰۔ تَرَازِیٌّ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''مضبوط جسم والا۔'' حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کمال درجہ کی قوت بدنی سے نوازا۔

۵۱۔ قُرَشِیٌّ ﷺ

سرورِ کائنات ﷺ کے اس نام کی نسبت آپ ﷺ کے قبیلہ قریش کی طرف ہے۔

۵۲۔ مُضَرِیٌّ ﷺ

آپ ﷺ کے اس اسم کی نسبت آپ ﷺ کے ایک جد مُضَر کی طرف ہے۔

۵۳۔ نَبِیُّ التَّوْبَةِ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ کے بندے (سچے دل سے) توبہ کرتے ہیں تو اللہ اُن کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

۵۴۔ حَافِظٌ ﷺ

حضور رحمتِ عالم ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ حافظِ وحیٔ اِلٰہی ہیں، اور آپ ﷺ اپنی اُمت کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔

۵۵۔ کَامِلٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اپنی خَلق اور خُلق دونوں میں کامل نمونہ ہیں۔

۵۶۔ صَادِقٌ ﷺ

اس سے مراد ہے: ''راست باز''۔ حضور نبی اکرم ﷺ سے زیادہ راست باز کون ہوسکتا ہے! یہی وجہ ہے کہ کفارِ مکہ بھی آپ ﷺ کو صادق کے لقب سے پکارتے تھے۔

۵۷۔ أَمِیْنٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ اپنی صداقت اور امانتداری کے سبب لڑکپن سے ہی عالمِ عرب میں ''صادق'' اور ''امین'' کے لقب سے معروف تھے۔

۵۸۔ عَبْدُ اللهِ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''اللہ کا بندہ'' حضور ﷺ بندگی کے اس مقام پر فائز ہیں کہ جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ آپ ﷺ کا یہ نام سورۃ الجن (۷۲:۱۹) میں مذکور ہے۔

۵۹۔ کَلِیْمُ اللهِ ﷺ

تاجدارِ کائنات ﷺ نے شبِ معراج اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا اس لیے کلیم اللہ کہلوائے۔

۶۰۔ حَبِیْبُ اللهِ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی حدیث مبارکہ ''میں اللہ کا حبیب ہوں'' سے ماخوذ ہے۔

۶۱۔ نَجِیُّ اللهِ ﷺ

اس کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز اور پیار و محبت کی باتیں کرنے والے۔

۶۲۔ صَفِیُّ اللهِ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی تمام مخلوق میں سے بہترین مخلوق کے طور پر چن لیا۔

۶۳۔ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ ﷺ

آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت ورسالت ختم ہوا اِس لیے آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

۶۴۔ حَسِيبٌ ﷺ

اس کا معنی ہے" اتنا کچھ عطا فرمانے والا کہ سائل کو مزید حاجت نہ رہے"۔حضور ﷺ کے حق میں یہ معنٰی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کی تمام دنیاوی اوراُخروی حاجات پوری کرنے کے لیے کافی ہیں،اوراُمت کسی دوسرے کی محتاج نہیں۔

۶۵۔ مُجِيبٌ ﷺ

اس کا معنی ہے:''قبول کرنے والا''۔حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے رب کا پیغام قبول فرمایا اس لیے آپ ﷺ کا نام مجیب ہے۔

۶۶۔ شَكُورٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ رب ذوالجلال کا سب سے زیادہ شکر بجالانے کے سبب شَكُورٌ ﷺ ہیں۔

۶۷۔ مُقْتَصِدٌ ﷺ

اس کا معنی ہے میانہ روی اختیار کرنے والا آپ ﷺ کا یہ مبارک نام اِسی صفت کے سبب ہے

۶۸۔ رَسُولُ الرَّحْمَةِ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کورحمت بنا کر بھیجا گیا۔

۶۹۔ قَوِيٌّ ﷺ

اس کا معنی ہے:''بہت زیادہ قوت والا''،حضور نبی اکرم ﷺ کواللہ تعالی نے کمال درجہ کی روحانی وجسمانی قوت عطافرمائی اس لیے آپ ﷺ قوی کہلائے۔

۷۰۔ حَفِيٌّ ﷺ

اس کا معنی ہے عطا کرنے والا یا روکنے والا۔حضور نبی اکرم ﷺ حَفِيٌّ ہیں کہ آپ ﷺ کی عطاعام ہے۔علاوہ ازیں آپ ﷺ لوگوں کوشرک سے منع کرنے والے ہیں،اوران سے جہنم کی آگ روکنے والے ہیں۔

۷۱۔ مَأْمُوْنٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''امین بنانا''۔ حضور ﷺ کو وحی الٰہی کا امین ہونے کے سبب مامون کہا گیا ہے۔

۷۲۔ مَعْلُوْمٌ ﷺ

آپ ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ جملہ کائنات میں معروف ہیں۔

۷۳۔ حَقٌّ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان اور جو کچھ آپ ﷺ قرآن کی صورت میں لائے ہیں وہ حق ہے۔

۷۴۔ مُبِیْنٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''اشیاء کو کھول کر واضح کرنے والا''حضور سرورِ کائنات ﷺ مبین ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکام کھول کھول کر واضح فرمانے والے ہیں۔

۷۵۔ مُطِیْعٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اپنے رب کی بہت زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں۔

۷۶۔ رَسُوْلُ الرَّاحَةِ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے کہ آپ ﷺ دنیا و آخرت میں تمام لوگوں کے لیے آرام و راحت کا باعث ہیں۔

۷۷۔ أَوَّلُ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ اوّل اس حیثیت سے ہیں کہ آپ ﷺ کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی اور نبوت بھی سب سے پہلے عطا ہوئی۔

۷۸۔ اٰخِرٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ آخر اس حیثیت سے ہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد مبعوث کئے گئے۔

۷۹۔ ظَاهِرٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کا ظہور تمام مظاہر پر غالب ہے، اور آپ ﷺ کا دین تمام ادیان پر غالب کر دیا گیا ہے۔

۸۰۔ بَاطِنٌ ﷺ

باطن کا معنیٰ ہے: ''خفیہ و پوشیدہ''۔ آپ ﷺ کے حق میں باطن کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جس عظمت و شان سے نوازا ہے اس کا ادراک ہماری عقل سے پوشیدہ ہے۔

۸۱۔ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۸۲۔ یَتِیْمٌ ﷺ

یتیم کا ایک معنی منفرد اور یکتا ہے، جیسے دُرِ یتیم اُس موتی کو کہا جاتا ہے جو سیپ سے اکیلا نکلے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو منفرد اور بے مثال ہونے کے سبب یتیم کہا جاتا ہے۔

۸۳۔ کَرِیْمٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ اپنی مثالی سخاوت کی وجہ سے کریم کہلائے۔

۸۴۔ حَکِیْمٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''وہ شخص جو اُمور کو مضبوطی سے سرانجام اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔'' حکیم سے مراد صاحبِ حکمت بھی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ ان دونوں معانی کے حامل ہونے کی بناء پر حکیم ہیں۔

۸۵۔ خَاتِمُ الرُّسُلِ ﷺ

اس سے مراد ہے: ''تمام رسولوں کے خاتم ﷺ۔''

۸۶۔ سَیِّدٌ ﷺ

سیّد سے مراد سردار ہوتا ہے کہ جس کی پیروی کی جائے اور اس کی بات تسلیم کی جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ آپ کی اتباع کی جاتی ہے اور آپ کے آگے سرِتسلیم خم کیا جاتا ہے۔

۸۷۔ سِرَاجٌ ﷺ

جس طرح ایک چراغ سے بے شمار چراغ جلائے جانے کے باوجود پہلے چراغ کی روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اسی طرح اطاعت کے تمام چراغ حضور نبی اکرم ﷺ کے چراغ سے روشن ہوئے اور آپ ﷺ کی روشنی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

۸۸۔ مُنِیْرٌ ﷺ

منیر اس چراغ کی صفت ہے جو جلائے بغیر روشنی دیتا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ اسم مُبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کے نورِ ہدایت سے جہالت کی تاریکیوں میں روشنی ہو جاتی ہے۔

۸۹۔ مُحَرِّمٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''حرام قرار دینے والا۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ بھی اسی طرح حرام فرماتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ حرام فرماتا ہے۔

۹۰۔ مُکَرَّمٌ ﷺ

محبوبِ خدا ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے ہاں تمام مخلوق سے زیادہ صاحبِ عزت و کرامت ہیں۔

۹۱۔ مُبَشِّرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''خوش خبری دینے والا۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ آپ ﷺ اطاعت شعاروں اور فرمانبرداروں کو خوشخبری سنانے والے ہیں۔

۹۲۔ مُذَکِّرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''تبلیغ و نصیحت کرنے والا''۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا۔

۹۳۔ مُطَهَّرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ذات اور معنی کے لحاظ سے ظاہری و باطنی طور پر مکمل طاہر و معصوم اور مصفّٰی و مزکی ہیں۔

۹۴۔ قَرِیْبٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''نزدیک۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو قریب اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۹۵۔ خَلِیْلٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ نے صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنایا اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔

۹۶۔ مَدۡعُوٌّ ﷺ

اس کا معنیٰ ہے" جسے بلایا جائے، دعوت دی جائے"۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلایا، اس لیے آپ ﷺ مدعو کہلائے۔

۹۷۔ جَوَّادٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''کریم اور بہت زیادہ سخاوت کرنے والا''، حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ نام مبارک اس لیے دیا گیا کہ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔

۹۸۔ خَاتِمٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''ختم کرنے والا''۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ آپ ﷺ نے سلسلہ نبوت ورسالت ختم کیا۔

۹۹۔ عَادِلٌ ﷺ

عادل کا معنی ہے''اشیاء کو ان کی مقررہ جگہ پر رکھنے والا''۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ زندگی کے تمام امور و معاملات میں عدل سے کام لیتے۔

۱۰۰۔ شَهِيرٌ ﷺ

اس کا معنی ہے" وہ شخص جس کا مقام و مرتبہ معروف ہو"۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ آسمانِ نبوت و رسالت میں شہرت کی اُس بلندی پر فائز ہیں جہاں تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔

۱۰۱۔ شَهِيدٌ ﷺ

شہید کا معنی ہے" جاننے والا، حاضر اور خبر رکھنے والا"۔ حضور نبی اکرم ﷺ ان تمام صفات کے حامل ہونے کی بناء پر شہید ہیں اور آپ ﷺ روزِ قیامت مخلوق کی گواہی دیں گے۔

۱۰۲۔ رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ ﷺ

سید المرسلین ﷺ کا یہ اِسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کو جہاد اور تلوار کے حکم کے ساتھ بھیجا گیا۔

آئندہ صفحات میں ہم بشمول مذکورہ بالا اسماء کے چند دیگر اسمائے مصطفیٰ ﷺ اور کنیتیں باعتبار حروفِ تہجی بیان کریں گے۔

محمد ﷺ

لفظ محمد اتنا دلکش اور حسین ہے کہ اس کے سنتے ہی ہر نگاہ فرطِ تعظیم و ادب سے جھک جاتی ہے اور لبوں پر درود و سلام جاری ہو جاتا ہے، لیکن یہ حقیقت بہت سوں سے مخفی ہے کہ اس کا معنی و مفہوم بھی اس کے ظاہر کی طرح حسین و دلآویز ہے۔ لفظ محمد 'حمد' سے مشتق ہے جس کے معنی تعریف اور ثنا بیان کرنے کے ہیں۔ یہ وہ نام ہے جو قدرت کی طرف سے روزِ اول ہی سے آپ ﷺ کے لیے خاص کر دیا گیا تھا اور سابقہ انبیاء کی کتب مقدسہ میں آپ ﷺ کا اسم مبارک بار بار بیان ہوتا رہا۔ پہلے پہل یہ نام حضرت سلیمانؑ کی تسبیحات میں آیا جنھوں نے آپ ﷺ کی آمد کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

''وہ ٹھیک محمد (ﷺ) ہیں، وہ میرے محبوب (اور) میری جان ہیں۔''

لفظ 'محمد' اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس سے مراد ہے: وہ ذات جس کی کثرت کے ساتھ بار بار تعریف کی جائے۔

قرآنِ مجید میں لفظ 'محمد ﷺ'

قرآنِ حکیم میں لفظ 'محمد' چار بار آیا ہے:

۱۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ۔

''اور محمد ﷺ بھی تو رسول ہی ہیں (نہ کہ خدا)۔''

۲۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''

۳۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ۔

''اور جو لوگ (اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر) ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کیے اور اس (سب) کو جو محمد (ﷺ) پر نازل ہوا (دل و جان سے) قبول کیا۔''

۴۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

محمد

أَحْمَدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی احمد افعل کے وزن پر اسم تفضیل کا صیغہ ہے جو 'حمد' کا مبالغہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ یا سب سے زیادہ حمد کرنے والے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کسی کا نام احمد نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشخبری دیتے ہوئے یہی نام بتایا۔ آپؑ نے فرمایا:

يٰبَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ أَحْمَدُ۔

''اے بنی اسرائیل! میں اللہ کا رسول ہوں (جو) تمہاری طرف (بھیجا گیا ہوں)، میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے، ان کا نام احمد ہے۔''

یہاں ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام 'محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اور آسمان پر احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر زمین والوں کو سنائی تھی نہ کہ آسمان والوں کو، انہیں اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام 'محمد' کا ذکر کرنا چاہیے تھا۔ اس اشکال کا مختصر جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اگرچہ زمین پر پیدا ہوئے، زمین والوں میں رہے اور یہیں زندگی بسر کی مگر فی الواقع اُن کی پیدائش سے لے کر آسمان پر اُٹھائے جانے تک ان کے بہت سے احوال آسمان والوں سے مشابہ تھے۔ ان کی پیدائش مروّجہ انسانی طریقے سے ہٹ کر ہوئی، آسمان سے ایک جلیل القدر فرشتے حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور حضرت مریم علیہا السلام کے دامن پر پھونک ماری، اسی کے اثر سے ان کی پیدائش ہوئی، پھر مختصر ارضی زندگی بسر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا۔ چنانچہ آسمانی مخلوق سے اسی تعلق اور مشابہت کی بنا پر حضرت عیسیٰؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نام کا ذکر فرمایا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں پر پکارا جاتا ہے۔

حضرت ابو جعفر محمد بن علیؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہؓ کے بطن میں تھے تو انہیں خواب میں حکم ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد رکھیں۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرا نام احمد رکھا گیا ہے۔''

حضرت زید بن ثابتؓ روایت کرتے ہیں کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی علماء اکثر اوقات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ جب سرخ تارا طلوع ہوا تو انہوں نے بتایا کہ وہ (آخری) نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور ان کا اِسمِ گرامی احمد ہوگا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے اپنے کئی اسمائے گرامی بیان فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفی اور حاشر ہوں، اور نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔''

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اَقدس ہے کہ مجھ پر ایسی عطائیں ہوئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی پر نہیں ہوئیں۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ عطائیں کونسی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری رعب کے ذریعے مدد کی گئی ہے، مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، میرے لیے زمین پاک کر دی گئی ہے، اور میری اُمت کو بہترین اُمت قرار دیا گیا ہے۔''

AHMAD – Most commendable

أَبطَحِيٌّ ﷺ

لغوی طور پر اس کا معنی ہے: ''وہ پانی جو پہاڑوں سے نیچے آئے اور اُبھر اُبھر کر بہے'' اس نام کی نسبت مکہ کے اس کشادہ نالے کے ساتھ ہے جس میں وادئ مکہ کا پانی بہتا تھا۔ یہ نالہ مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان تھا اور اس کا آغاز محصب سے ہوتا تھا۔ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کہ یہ قریش بطاح کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ وہ (ان قبیلوں کے برعکس جو حرم سے باہر مکہ کے گرد و نواح رہتے تھے بطاح میں اترتے تھے) اور اسی لیے حضرت عبدالمطلب ؓ کو سَیِّدُ الْاَبْطَح وَالْأَبَاطِح کہا جاتا تھا۔

حضرت حسان بن ثابت ؓ حضور ﷺ کی مدح میں فرماتے ہیں:

وَ أَکْرَمَ حَیًّا فِي الْبُیُوْتِ إِذَا انْتَمَی
وَ أَکْرَمَ جَدًّا أَبْطَحِیًّا یَسُوَّدُ

''نسبت کے اعتبار سے آپ ﷺ معزز ترین خاندان سے ہیں، اور دادا کی طرف سے بزرگ ابطحی سردار ہیں۔''

أَبیَضُ ﷺ

یہ بیاض (سفیدی) سے صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے جو کہ سواد (سیاہی) کی ضد ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی رنگت مبارک سفید اور جاذبِ نظر تھی، اسی لیے آپ ﷺ کو نام اسم سے پکارا جاتا۔ حضرت ابو طالب حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں فرماتے ہیں:

وَ أَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

''وہ روشن چہرہ والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے فریادرس ہیں۔''

ABTAHI – Belonging to al-Batha

أَبَرُّ ﷺ

یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے، بِرٌّ ایسا اسم ہے جو ہر نیکی میں شامل بنتا ہے۔ بِرٌّ کا اطلاق سچی بات پر بھی ہوتا ہے۔ حضور ﷺ اپنی ذاتِ اقدس میں تمام خصائلِ جمیلہ کے جمع ہونے کے سبب (جو دیگر مخلوق میں جمع نہیں کئے گئے) تمام لوگوں سے زیادہ نیک ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے حسنیٰ میں سے آپ ﷺ کو یہ نام دیا، اور اللہ تعالیٰ کے حق میں بَرٌّ کا معنی ہے: ''محسن، وعدہ پورا کرنے والا اور نیکی کا خالق، جبکہ حضور ﷺ پہلے دو معانی کے لحاظ سے بَرٌّ ہیں۔

ابو علی حاتمی کہتے ہیں کہ اہل ادب کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے سچا شعر ابو ایاس دؤلی کا ہے جس میں وہ حضور ﷺ کی مدح یوں کرتا ہے:

و ما حملت من ناقة فوق رحلها
أبر و أوفى ذمة من محمد ﷺ

''کسی اونٹنی نے حضور ﷺ سے زیادہ نیک اور وعدہ وفا کرنے والا اپنے او پر سوار نہیں کیا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''مجھے خبر پہنچی ہے کہ لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں سب سے زیادہ نیک اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔''

امام شرف الدین بوصیری نے ''قصیدہ بردہ شریف'' میں حضور ﷺ کے اس اسم کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِي فَلَا أَحَدٌ
أَبَرَّ فِي قَوْلِ "لَا" مِنْهُ وَ لَا "نَعَم"

''ہمارے (پیارے) نبی ﷺ (نیکی کا) حکم دینے والے اور (برائی سے) منع فرمانے والے ہیں، پس کوئی بھی 'نفی' یا 'اِثبات' کہنے میں آپ ﷺ سے زیادہ راست باز نہیں۔''

رحمت عالم ﷺ کی زیارت کی اور آج میرے سوا پوری دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جسے آپ ﷺ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہو۔ اس پر جریری نے حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو کیسا پایا؟ اس پر انہوں نے جواب دیا:

''آپ ﷺ کا رنگ (مبارک) سفید جاذب نظر تھا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:

''حضور ﷺ کا رنگ (مبارک) سفیدی و سرخی کا حسین امتزاج تھا۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلوی 'مدارج النبوہ (۱:۲۶)' میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا رنگ مبارک خوب روشن و چمکدار تھا۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کا رنگ سفید تھا۔

أُحِيدُ ﷺ

اس کا معنی ہے: اپنی اُمت کو (دوزخ کی) آگ سے دور رکھنے والے۔ آپ ﷺ کا یہ اسم 'تورات' میں مذکور ہے۔ اس لفظ کے اعراب کی مختلف حالتیں ہیں، مثلاً: أُحِيد، أُحِيد، أَحِيد، أَحَيد، أَحْيد وغیرہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میرا نام قرآن میں 'محمد' (ﷺ)' اور انجیل میں 'احمد' ہے اور تورات میں 'احید' ہے۔ اور مجھے 'احید' کا نام اس لیے دیا گیا کہ میں اپنی امت کو دوزخ کی آگ سے (چھڑا کر) ایک طرف لے جانے والا ہوں۔''

زرقانی 'شرح المواہب اللدنیہ (۴: ۳۰۴)' میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ حضور ﷺ اپنی شفاعت کے ساتھ اُمت کو دوزخ سے دور لے جائیں گے۔

آمِرٌ ﷺ

یہ أَمَرَ يَأْمُرُ أَمْرًا سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے: نیکی کا حکم فرمانے والے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بابت ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وہ انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں۔''

امام شرف الدین بوصیری نے ''قصیدہ بردہ شریف'' میں حضور ﷺ کے اس اسم کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِي فَلَا أَحَدٌ
أَبَرَّ فِي قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

''ہمارے (پیارے) نبی ﷺ (نیکی کا) حکم دینے والے اور (برائی سے) منع فرمانے والے ہیں، پس کوئی بھی 'نفی' یا 'اِثبات' کہنے میں آپ ﷺ سے زیادہ راست باز نہیں۔''

اُمّیؐ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کو خالقِ کائنات نے معلم انسانیت بنایا۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ اول تا آخر اور سرتا پا معجزہ ہے۔ آپ ﷺ کی ہمہ جہت پیغمبرانہ زندگی کا کوئی گوشہ اور پہلو ایسا نہیں جسے تاریخ نے بتمام وکمال اپنے سینے میں محفوظ نہ کرلیا ہو۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت مبارکہ کا ہر ہر پہلو بے نظیر و بے مثل ہے۔ اسی طرح قرآنِ مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کے متعدد نام بیان ہوئے ہیں جن میں سے ایک نام اُمیؐ ہے۔

اس اسم مبارک کی تفصیل جاننے کے لیے ہم وحی کے آغاز کا واقعہ بیان کریں گے۔ اعلان نبوت سے قبل جب حضور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال چھ ماہ پانچ دن تھی تو حضرت جبریلؑ پہلی وحی لے کر غارِحراء کے خلوت کدہ میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس کی تفصیل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

''سب سے پہلے حضور ﷺ پر وحی کا سلسلہ نیند میں نیک خوابوں سے شروع ہوا۔ آپ ﷺ جو خواب دیکھتے وہ دن کی روشنی کی طرح عیاں ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ کو خلوت نشینی محبوب ہوگئی اور آپ ﷺ غارِحرا میں تشریف لے جانے لگے، وہاں کئی کئی راتیں بسر فرماتے اور کاشانہ اقدس لوٹنے سے پہلے عبادت کرتے، اور کھانے پینے کی چیزیں لے جاتے۔ پھر حضرت خدیجہؓ کی طرف لوٹتے اور وہ اسی طرح کھانے پینے کا بندوبست کردیا کرتیں، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ غارِحرا میں تھے توحق کا پیغام لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں فرشتہ (جبریل امین) حاضر ہوئے اور عرض کیا: پڑھیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔''

حضور کا یہ جواب سن کر حضرت جبریلؑ نے آپ ﷺ کو اپنے دونوں بازوؤں میں زور سے بھینچا، پھر چھوڑ کر دوسری بار کہا: اِقْرَاْ (پڑھیئے)۔ حضور ﷺ نے پھر وہی جواب دیا اور جبریلؑ نے تیسری مرتبہ دبایا اور وہی الفاظ دہرائے تو آپ ﷺ کی طرف سے وہی جواب ملا۔ پھر حضرت جبریلؑ نے تیسری بار آپ ﷺ کو دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

''(اے حبیب!) اپنے رب کے نام سے (آغاز کرتے ہوئے) پڑھیئے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔ اس نے انسان کو (رحم مادر میں) جونک کی طرح معلق وجود سے پیدا کیا۔ پڑھیئے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا۔ جس نے (سب سے بلند رتبہ) انسان (محمد مصطفی ﷺ) کو (بغیر ذریعہ قلم کے) وہ سارا علم عطا فرمادیا جو وہ پہلے نہ جانتے تھے۔''

جب جبرائیل امین یہ آیات مقدسہ پڑھ چکے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے بغیر کسی تردد کے من وعن وہی الفاظ دہرائے۔ آپ ﷺ کا اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہ فرمانا اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ آپ ﷺ کا کلام سراسر وحی الٰہی ہے، جو خواہش نفس کے شائبہ سے بھی پاک ہے۔ نزولِ وحی کے آغاز پر آپ ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں، آپ ﷺ کے اُمی ہونے کا باعث قرار پایا۔ یہی سبب تھا کہ آپ ﷺ کو نبی اُمیؐ کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا۔ حضور ﷺ کے اس امتیازی وصف کو قرآن حکیم نے انتہائی دلنشین اور بلیغ انداز میں یوں بیان فرمایا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔

''(یہ وہ لوگ ہیں) جو اُس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو اُمی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر من جانب اللہ لوگوں کو اخبار غیب اور معاش ومعاد کے علوم ومعارف بتاتے ہیں) جن (کے اوصاف وکمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں،

جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور اُن سے اُن کے بارِگراں اور طوق (قیود) جو اُن پر (نافرمانیوں کے باعث) مسلط تھے ساقط فرماتے (اور اُنہیں نعمت آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔''

آگے ارشاد فرمایا:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ.

''سو تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ جو (شانِ) اُمّیت (کا حامل) نبی ہے (یعنی اس نے اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہیں پڑھا مگر جمیع خلق سے زیادہ جانتا ہے اور کفر و شرک کے معاشرے میں جوان ہوا مگر بطنِ مادر سے نکلے ہوئے بچے کی طرح معصوم اور پاکیزہ ہے۔''

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں حضور ﷺ کا لقب ''اُمّی'' بیان کیا گیا ہے لیکن یہاں آپ ﷺ کے جن مناصب نبوت کا بیان ہے وہ سب علم و آگہی سے متعلق ہیں، اور پھر اُمّی کا لقب بھی 'رسول' اور 'نبی' کے بعد بیان کیا گیا ہے جبکہ رسالت اور نبوت عالم غیب و عالم شہادت دونوں کے حقائق سے باخبر ہوئے بغیر ممکن نہیں۔

گویا پہلے رسول اور نبی کہہ کر آپ ﷺ کے علم و عرفان کے کمالات کا ذکر کیا اور پھر ساتھ ہی اُمّی بھی فرما دیا۔ لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ ذیل میں ہم یہ واضح کرنے کی کوشش کریں گے کہ لفظ اُمّی اپنے اندر کیا معانی اور مفاہیم رکھتا ہے اور آنحضور ﷺ کے اُمّی ہونے میں کون سی حکمتیں پنہاں ہیں۔

اُمّیؐ کی تعریف اور مفہوم

عام لوگ اُمّی کا معنی 'اَن پڑھ' کرتے ہیں، جبکہ علمائے لغت نے لفظ اُمّی کی تعریف یوں بیان کی ہے:

''اُمّی وہ شخص ہے جو لکھتا ہو نہ کتاب سے پڑھتا ہو۔''

لفظ اُمّیؐ کے حقیقی معانی

پہلا معنی: عربی لغت کے اعتبار سے اُمّی کا لفظ 'اُمّ' سے مشتق ہے۔ اُم عربی زبان میں 'اصل' کو کہتے ہیں، اسی لیے ماں کو اُم کہا جاتا ہے کہ ساری اولاد اُسی کے بطن سے جنم لیتی ہے۔

امام راغب لکھتے ہیں:

''ہر اس چیز کو ام کہا جاتا ہے جو کسی دوسری چیز کے وجود میں آنے یا اُس کی تربیت اور اصلاح کی اصل بنے یا اس کے آغاز کا مبداء بنے۔''

ا۔ اس معنی کی رو سے النبی الامی کا مطلب ہوگا کہ وہ نبی جو ساری کائنات کا مبداء و مصدر ہے۔ اور اس لحاظ سے لفظ اُمّی کا اطلاق اس شخص پر ہوگا جو اپنی اُس اصل یعنی فطرت سلیمہ پر قائم ہو، جس پر ذات الوہیت نے انسان کو تخلیق فرمایا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس امر کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''ہر بچہ فطرتِ صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اُس کے والدین اُسے یہودی، نصرانی یا مجوسی وغیرہ بنا دیتے ہیں۔''

یہ حدیث مبارکہ صراحت سے اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہر نومولود اپنی اصل فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور پھر اُس کے والدین غلط اور غیر فطری تعلیم و تربیت کے ذریعے اس کا رخ یہودیت، نصرانیت یا مجوسیت وغیرہ کی طرف موڑ دیتے ہیں۔

زمانۂ جاہلیت کے عرب معاشرہ...... جس میں ہادی برحق ﷺ نے شعور کی آنکھ کھولی...... کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو آپ ﷺ کے اُمّی ہونے کی معنویت روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے۔ جزیرہ نمائے عرب میں بت، سورج، چاند ستاروں اور دیگر مظاہر فطرت کی پرستش کا دور دورہ تھا۔ بداخلاقی، بدکاری، زنا، فحاشی اُن کی گھٹی میں رچے بسے تھے۔ توہم پرستی، شرک و الحاد غرض یہ کہ کوئی ایسی برائی نہ تھی جس میں اہلِ عرب ملوث نہ ہوں۔ ایسے ماحول میں وہ اُمّی لقب

نبی ﷺ لڑکپن کی حدوں کو پھلانگ کر شباب کی ہمہ خیز وادی میں داخل ہوئے، لیکن آپ ﷺ کی سیرت و کردار کا دامن ہر قسم کی آلائش سے اس درجہ پاک و صاف تھا کہ دین اور جان کے بدترین دشمنوں کو بھی کبھی آپ ﷺ کے کردار اور سیرت پر انگشت نمائی کا موقع نہ مل سکا۔ اس پُرفتن دور میں آپ ﷺ کا ہر قسم کی آلائش سے اپنا دامن بچا کر اپنی اصل سیرت پر قائم رہنا گویا اس امر کی مشاہداتی دلیل تھی کہ آپ ﷺ نے اپنے وقت کے معاشرے سے کوئی اثر قبول نہ کیا اور مبداءِ فیض کی معلمانہ اور مربیانہ توجہ خاص سے آپ ﷺ کو علوم غیبیہ کے تمام خزانے وہبی طور پر عطا کر دیئے گئے۔

امام فخر الدین رازی سورہ النجم کے مقام مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ جس کو رسول مبعوث کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں اسے بچپن ہی میں کفر اور برے عیوب چوری، زنا اور جھوٹ وغیرہ سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تمہارا ساتھی راہ حق سے نہ بھٹکا۔''

اس تفصیل کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ اس وقت بھی اصل یعنی فطرت سلیمہ پر قائم رہے اس لیے اُمی کہلائے۔

۲۔ اس معنٰی کی رو سے دیکھا جائے تو حضور نبی اکرم ﷺ کو اکتسابی علم سے محفوظ رکھنے کی حکمت بھی یہی ہے۔ یہ مسلمہ دستور ہے کہ اکتسابی علم اگر اچھائی اور افادیت پر مبنی ہو تو اس کے اچھے اور مفید اثرات مرتب ہوتے ہیں، بصورت دیگر اس کے نتائج خرابیوں اور قباحتوں کو جنم دیتے ہیں۔ خدائے علیم وخبیر نے حضور ﷺ کو اُمی بناتے ہوئے ہر قسم کے اکتساب سے بچا کر اصل فطرت پر رکھا، جس پر کہ آپ ﷺ کو تخلیق کیا گیا تھا اور کفر وشرک کی نجس زندگی کا سایہ بھی آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر نہ پڑنے دیا۔

دوسرا معنٰی

زبانِ عرب میں اُم 'جڑ' کو بھی کہا جاتا ہے، اور ماں کو اس لیے اُم کہتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کے لیے بمنزلہ جڑ کے ہوتی ہے۔

۱۔ ساری کائنات کا وجود جس جڑ سے پھوٹا وہ محمد مصطفٰی ﷺ ہیں۔ ساری کائنات کے وجود آپ ﷺ سے پھوٹے، عرش، لوح وقلم، قدسیانِ فلک، زمین و آسمان اور سب خلائق وملائک آپ ﷺ کے نور کے وجود سے پھوٹے۔ اس لیے جب حضور ﷺ نہ تھے تو اللہ کے سوا اور کچھ نہ تھا، ساری کائنات کے وجود کو نورِ مصطفٰی ﷺ سے توسیع ملتی گئی۔ لہٰذا حضور ﷺ کا نور اصل کائنات اور مبداء کائنات ہوا۔

۲۔ اس معنٰی کی رُو سے اُم بمعنٰی منبع اور ماخذ کے ہے۔ قرآنِ مجید میں لوح محفوظ کو اُم الکتاب کہا گیا، کیونکہ وہ سارے علوم کا منبع وماخذ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ۔

''اور (جسے چاہتا ہے) ثبت فرما دیتا ہے اور اُسی کے پاس اصل کتاب (لوحِ محفوظ) ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔

''اور بے شک یہ (قرآن) ہمارے پاس لوحِ محفوظ میں (موجود ہے، یہ) بلند مرتبہ (جملہ گزشتہ کتابوں پر فائق، رفیع الشان) حکمت والا ہے۔''

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کائنات کے سارے علم کی حامل لوحِ محفوظ کو ام کیوں کہا گیا؟ امام راغب اصفہانی اس کا جواب یوں دیتے ہیں:

''اس لیے کہ تمام علوم اُسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وہ تمام علوم کا منبع ہے۔''

لہٰذا جب حضور نبی اکرم ﷺ کو ام الکتاب میں محفوظ علوم ومعارف تک رسائی نصیب ہوئی اور آپ ﷺ کا سینہ مبارک علم وحکمت کا خزینہ بن گیا تو اس نسبت سے آپ ﷺ اُمی ہوئے، جس سے ہر طالب علم ومعرفت کے لیے لازم ہوگیا کہ وہ علم وعرفان کے سرچشموں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اُس ذاتِ گرامی کی طرف رجوع کرے جو علوم ومعارف کا مصدر ومنبع ہے اور مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ (جو ہوا اور جو ہوگا) کے علم کی امین وقسیم ہے۔

UMI – Unlettered

۳۔ لفظ اُم کے اوپر بیان کیے گئے معنی کے اعتبار سے مکہ مکرمہ بھی اُم ہے۔ کیونکہ شہر مکہ کو قرآن میں اُم القریٰ کہا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا۔

''اور یہ (وہ) کتاب ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے بابرکت ہے جو کتابیں اس سے پہلے تھیں ان کی (اَصلاً) تصدیق کرنے والی ہے، اور (یہ) اس لیے (نازل کی گئی ہے) کہ آپ (اولاً) سب انسانی بستیوں کے مرکز (مکہ) والوں کو اور (ثانیاً ساری دنیا میں) اس کے اردگرد والوں کو ڈر سنائیں۔''

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام قریوں اور شہروں کا مبداء مکہ ہے، جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں مذکور ہے کہ جب کائنات کی ابتداء ہوئی تو سب سے پہلے صرف پانی تھا اور کچھ نہ تھا، پھر پانی خشک ہونا شروع ہوا۔ جہاں جہاں سے پانی خشک ہوتا گیا وہاں وہاں زمین ظاہر ہوتی گئی اور اس طرح زمین کا وجود ظاہر ہوا یعنی جتنا حصہ خشک ہوگیا وہ زمین بن گئی بقیہ سمندر رہ گئے۔ جدید سائنسی تحقیق بھی یہی بیان کرتی ہے۔ روایات میں مذکور ہے کہ کائناتِ اَرضی میں سے سب سے پہلا ٹکڑا جو پانی میں سے خشک ہوا اور زمین کے طور پر ظاہر ہوا وہ شہر مکہ تھا۔ توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ چونکہ مکہ زمین کی سب سے پہلے ظاہر ہونے والی خشک جگہ ہے اس لیے اُسے 'اُم القریٰ' کہا گیا ہے۔

أَمِيْنٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ اپنی صداقت اور امانتداری کے سبب لڑکپن سے ہی عالمِ عرب میں 'صادق' اور 'امین' کے لقب سے معروف تھے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی وحی اور دین پر امین ہیں اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (خزینۂ علم) ہے اس پر بھی امین ہیں۔ (اِسی وجہ سے) آپ ﷺ تمام جہانوں میں اس نام کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۔

''(اے حبیب!) بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ (بات) آپ کو یقیناً رنجیدہ کر رہی ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں، پس یہ آپ کو نہیں جھٹلا رہے لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) ظالم لوگ اللہ کی آیتوں سے ہی انکار کر رہے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کے نہ جھٹلائے جانے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ کفار آپ ﷺ کو 'امین' کا لقب دیتے تھے۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ۔

''بیشک یہ (قرآن) بڑی عزت و بزرگی والے رسول کا (پڑھا ہوا) کلام ہے۔ جو (دعوتِ حق، تبلیغِ رسالت اور روحانی استعداد میں) قوت و ہمت والے ہیں (اور) مالکِ عرش کے حضور بڑی قدر و منزلت (اور جاہ و عظمت) والے ہیں۔ (تمام جہانوں کے لیے) واجب الاطاعت ہیں (کیونکہ ان کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے) امانتدار ہیں (وحی اور زمین و آسمان کے سب اُلوہی رازوں کے حامل ہیں۔)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ألا تأمنوني! وأنا أمين من في السماء، يأتيني خبر السماء صباحا ومساء۔

''تم مجھے امین نہیں سمجھتے ہو! حالانکہ میں آسمان والوں کا امین ہوں، میرے پاس آسمان کی خبریں صبح و شام آتی ہیں۔''

أَوَّلُ ﷺ، اٰخِرُ ﷺ

یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہیں۔ اول وہ ہوتا ہے جو اشیاء کے وجود (میں آنے) سے بھی پہلے (موجود) ہو، اور آخر کا معنی ہے: اُن (اشیاء) کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہنے والا۔ حضور نبی اکرم ﷺ اول اس حیثیت سے ہیں کہ آپ ﷺ کو سب سے پہلے نبوت عطا ہوئی اور آخر اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ کی اولیت کے حوالے سے قرآنِ مجید میں ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

’’فرما دیجیے کہ بے شک میری نماز اور میرا حج و قربانی (سمیت سب بندگی) اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں (جمیع مخلوقات میں) سب سے پہلا مسلمان ہوں۔‘‘

اس آیت مبارکہ کے آخری کلمات ...... وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ... میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی زبان اقدس سے یہ کہلوا رہے ہیں کہ جس خدا نے یہ کائنات پیدا کی ہے اور جو اس کارخانۂ قدرت کا بلا شرکتِ غیرے پالنے والا اور کارساز ہے، اسی نے مجھے یہ مقام بھی عطا فرمایا ہے کہ اس ساری کائنات میں سب سے پہلے اس کے حضور سر جھکانے والا بھی میں ہی ہوں۔ جس وقت میں نے بارگاہِ ایزدی میں سر جھکایا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا کائنات میں کوئی اور وجود نہ تھا جو سر جھکاتا یا اس کی ربوبیت کو تسلیم کرتا۔

شیخ روزبہان بقلی شیرازی 'عرائس البیان فی حقائق القرآن (۱:۸ ۲۳)' میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ میں اشارہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی روحِ پاک اور جوہرِ مقدس جمیع کون یعنی تمام ماسوی اللہ پر مقدم ہے۔''

۱۔ حضرت قتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں پیدائش میں تمام انبیاء سے پہلے اور بعثت میں اُن سے (بعد یعنی) آخری (نبی) ہوں۔''

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث مبارکہ میں اول الانبیاء کی بجائے اول النبیین کے الفاظ ہیں۔

۳۔ حضرت قتادہؓ سے یہ روایت اِن الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

''میں پیدائش میں تمام لوگوں سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخر پر ہوں۔''

۴۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا:

''اے سب سے پہلے! آپ پر سلام ہو، اے سب سے آخر! آپ پر سلام ہو، اے (حشر کے روز) اکٹھا کرنے والے! آپ پر سلام ہو۔''

۵۔ حضرت علیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت آدمؑ کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے تخلیق کیا گیا۔

بَارَ قْلِیْطُ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک سابقہ آسمانی کتابوں میں مذکور ہے، اور اسے فَارَ قْلِیْطُ بھی پڑھا جاتا ہے۔ ثعلب کا کہنا ہے کہ حق و باطل میں خطِ امتیاز کھینچ دینے والے کو بارقلیط کہتے ہیں جبکہ (یوحنا کی) انجیل میں اس کا معنی ''روح الحق'' ہے۔ اس کا معنیٰ ''حامد، حماد اور حمد'' بھی کیا جاتا ہے جبکہ اکثر اہلِ انجیل اس کا معنیٰ ''خلاصی دلوانے والا'' کرتے ہیں۔

ابن اَثیر نے ''النہایہ فی غریب الحدیث والاثر'' میں حضور ﷺ کی صفاتِ مبارکہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ سابقہ کتب میں آپ ﷺ کا نام ''فارق لیطا'' تھا کیونکہ آپ ﷺ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے تھے، اور اسی سے حدیث پاک ہے: **محمد فرق بین الناس** (حضور ﷺ لوگوں کے مابین فرق کرنے والے ہیں) یعنی مؤمنین کی تصدیق اور کفار کی تکذیب کرتے ہوئے اُن کے مابین فرق کرنے والے ہیں۔

بَاطِنُ ﷺ

باطن کا معنی ہے: ''خفیہ اُمور جاننے والا''۔ امام قسطلانی کہتے ہیں کہ باطن وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ اُمور پر وحی کے ذریعے اطلاع پائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے حق میں باطن کا معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جس عظمت و شان سے نوازا ہے اس مقام کا اِدراک عقل کے ناقص اور محدود ہونے کے سبب ممکن نہیں۔ اسی طرف امام بوصیری یوں اشارہ کرتے ہیں:

أَعْیَ الْوَرٰی فَهْمُ مَعْنَاهُ فَلَیْسَ یُرٰی
لِلْقُرْبِ وَ الْبُعْدِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْفَحِم
كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَیْنَیْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِیْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفُ مِنْ أَمَمٖ
وَ كَیْفَ یُدْرِكُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَهٗ
قُوْمٌ نِّیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ أَنَّهٗ بَشَرٌ
وَّأَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللهِ كُلِّهِمِ

BATIN – Internal, Inner

بَدْرٌ ﷺ

بدر عربی زبان میں (چودھویں رات کے) ماہِ تمام کو کہتے ہیں کیونکہ وہ مکمل جوبن پر ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ اسم گرامی آپ ﷺ کے تمام نبوت، ذاتی کمال اور خاندانی شرف کی بنا پر دیا گیا اور 'قصص الکسائی' میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے مناجات میں فرمایا: بیشک محمد (ﷺ) ماہ تاباں، ستارۂ روشن اور بحر بے کنار ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ ہجرت کر کے یثرب ...... جو بعد میں قدمین مصطفی کی برکت سے مدینہ منورہ ہوا...... تشریف لائے تو عورتیں اور بچے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

''ہم پر وداع کی چوٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا، جب تک لوگ اللہ کو پکارتے رہیں گے ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔''

بَشِيْرٌ ﷺ

یہ بِشَارَۃٌ سے فَعِیلٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اور بِشَارَۃٌ کا معنی ہے: امر خیر کی خبر دینا۔ پس بَشِیْر کا معنی ہوگا کہ بشارت دینے والا اور خوش خبری سنانے والا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کو بشارت دینے والا بنا کر بھیجا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔

''(اے محبوبِ مکرم!) بیشک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو بھی حکم فرمایا کہ لوگوں کو اپنی اس صفت سے آگاہ فرما دیں:

قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ۔

''(اے حبیب مکرم!) آپ فرما دیجیے: بیشک میں تمہارے لیے اس (اللہ) کی جانب سے ڈر سنانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔''

BASHIR – Bringer of good tidings

تَرَازِیٌّ ﷺ

یہ لفظ تَرَزَ یَتْرِزُ سے مشتق ہے۔اس کے دو معانی ہیں۔ایک معنی ہے:''مضبوط جسم والا''۔اس کا دوسرا معنی ہے:''پچھاڑنے والا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال درجہ کی قوت بدنی (جسمانی) سے نوازا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر ایک ایسا پتھر توڑا جو کسی سے نہیں ٹوٹ رہا تھا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ پہلوان اور ابوالاسود جمحی کو پچھاڑ دیا۔

ا۔مکہ کے مضافات میں ''رکانہ'' نامی ایک پہلوان تھا۔اس کا نسبی تعلق خاندانِ بنوہاشم سے تھا، وہ بڑا ہی طاقتور، شہ زور، زبردست رعب ودبدبے کا مالک اور مار دھاڑ کرنے والا تھا۔وہ کوہِ اَضم کے دامن میں واقع ایک شاداب وادی میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔اس وادی میں کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔کفار و مشرکین کے معاندانہ پروپیگنڈہ کی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف شدید نفرت کے جذبات رکھتا تھا، اس کی دشمنی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ (معاذ اللہ!) وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے درپے ہو گیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی قسم کے خطرے کو خاطر میں لائے بغیر ایک روز دعوتِ حق کے مشن پر رکانہ کی وادی میں تن تنہا تشریف لے گئے۔ رکانہ بھی اُدھر آ نکلا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر بپھر گیا اور تکبر و رعونت کے نشے سے بدمست ہو کر بولا:

''اے محمد! آپ ہی ہیں جو ہمارے معبود (بتوں) لات و عزیٰ کو گالیاں دیتے ہیں؟''

پھر رکانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے ساتھ کشتی لڑنے کی دعوت دی اور کہا کہ میں اپنے خداؤں کو پکاروں گا اور آپ اپنے خدا کو مدد کے لیے پکاریں۔ اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں آپ کو دس بکریاں دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کا چیلنج قبول کیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دیئے اور اس کا پنجہ مروڑا تو رکانہ کے ہوش اڑ گئے اور وہ درد سے تڑپنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جھٹکا دیا تو وہ زمین پر آ رہا۔ رکانہ کو اپنی قوتِ بازو پر بڑا ناز تھا، وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آنِ واحد میں اُس کا یہ حشر ہوگا۔ اس نے ہار نہ مانی اور دوبارہ کشتی لڑنے کی درخواست کی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور فرمالی لیکن اس کا نتیجہ بھی پہلے سے مختلف برآمد نہ ہوا۔ اس کی رعونت اب بھی شکست قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھی۔ تیسری بار پھر کشتی لڑنے کی استدعا کی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمائی۔ تیسری بار بھی شکست اس کا مقدر بنی اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زورِ بازو کی تاب نہ لا کر چاروں شانے چت گر گیا۔

۲۔ اسی طرح ابوالاسود جمحی بھی سرزمین عرب کا ایک نامی گرامی پہلوان تھا۔ اس کی طاقت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا، دس دس پہلوان مل کر اس کے پاؤں کے نیچے سے کھال کھینچتے۔ اس کشمکش میں جانور کی کھال پھٹ جاتی اور ہر مدمقابل پہلوان اس کھال کے ٹکڑے کو ہاتھ میں لیے اپنے ہی زور میں دور جا گرتا، لیکن کھال کا وہ حصہ جو ابوالاسود کے پاؤں کے نیچے ہوتا جوں کا توں رہتا۔

ایک روز ابوالاسود جمحی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چیلنج کرتے ہوئے کہا:

''اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں آپ پر ایمان لے آوں گا۔''

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہلوان کا چیلنج بھی قبول کر لیا اور مقابلے کے لیے میدان میں تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی ہی بار اسے زمین پر پٹخ دیا۔ اگرچہ اسے شکستِ فاش سے دوچار ہونا پڑا لیکن وہ بدبخت اپنے وعدے سے مکر گیا اور دولتِ ایمان سے محروم رہا۔

تَقِیٌّ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ تقویٰ سے فَعِیلٌ کے وزن پر ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں: آثارِ قدیمہ کے پتھروں پر یہ عبارت کندہ تھی:

''حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرہیزگار، مصلح، سردار اور امین ہیں۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے خطبہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے پاک وصاف تشریف لے گئے۔''

تِهَامِیٌّ صلی اللہ علیہ وسلم

امام زرقانی اس نام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''(اس کی) نسبت تہامہ کی طرف ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔''

ابن فارس کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام رومی کتب میں مذکور تھا۔

تعالى

جَوَّادٌ ﷺ

اگر جواد کی واؤ مُخفف یعنی شدّ کے بغیر پڑھیں تو اس کا معنی ہوگا: کریم اور سخی اور یہ جَوْدٌ سے صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے۔ اگر جواد کی واؤ مشدد پڑھیں تو یہ مبالغہ کا صیغہ ہوگا یعنی بہت زیادہ سخاوت کرنے والا۔ امام قشیری فرماتے ہیں: ''جواد کی حقیقت یہ ہے کہ خرچ کرنا اسے مشقت میں نہیں ڈالتا، اور کرم کے درجات میں پہلے سخاوت، پھر جود اور پھر ایثار آتا ہے۔ پس جس نے کچھ حصہ (اللہ کی راہ میں) لُٹا دیا اور کچھ بچا لیا وہ سخی ہے، جس نے کثیر حصہ خرچ کیا اور تھوڑا بچایا وہ جواد ہے۔'' اور راہِ حق میں سب کچھ لُٹا دینا ایثار ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ بھلائی میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپ ﷺ بہت زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ جب حضرت جبریلؑ آپ ﷺ سے ملاقات کرتے ...... اور وہ آپ ﷺ سے رمضان المبارک کی ہر رات ملاقات کرتے، یہاں تک کہ ماہِ رمضان المبارک ختم ہو جاتا...... تو آپ ﷺ اُن پر قرآنِ کریم تلاوت فرماتے (یعنی اُنہیں سناتے)۔ جب آپ ﷺ کو حضرت جبریلؑ ملتے تو پھر آپ ﷺ بھلائی میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی (أجود بالخير من الريح المرسلة) ہو جایا کرتے تھے۔

حَاشِرٌ ﷺ

ابن اثیر کا کہنا ہے کہ حاشر وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو اپنے پیچھے اور دوسری اقوام کو اپنی قوم پر جمع کرے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میرے پانچ نام ہیں: میں محمد اور احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ رب کریم میرے توسط سے کفر (وشرک کے ہر نشان) کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ سب لوگ (قیامت کے روز) میرے قدموں ہی میں (اپنی قبروں سے اٹھ کر) جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب (سب نبیوں سے آخر میں آنے والا) ہوں۔''

حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمارے لیے اپنے کئی اسمائے گرامی بیان فرمائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور مُقفّی اور حاشر ہوں، اور نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔''

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا:

''اے سب سے پہلے! آپ پر سلام ہو، اے سب سے آخر! آپ پر سلام ہو، اے (حشر کے روز) اکٹھا کرنے والے! آپ پر سلام ہو۔''

HASHIR – Who gathers people

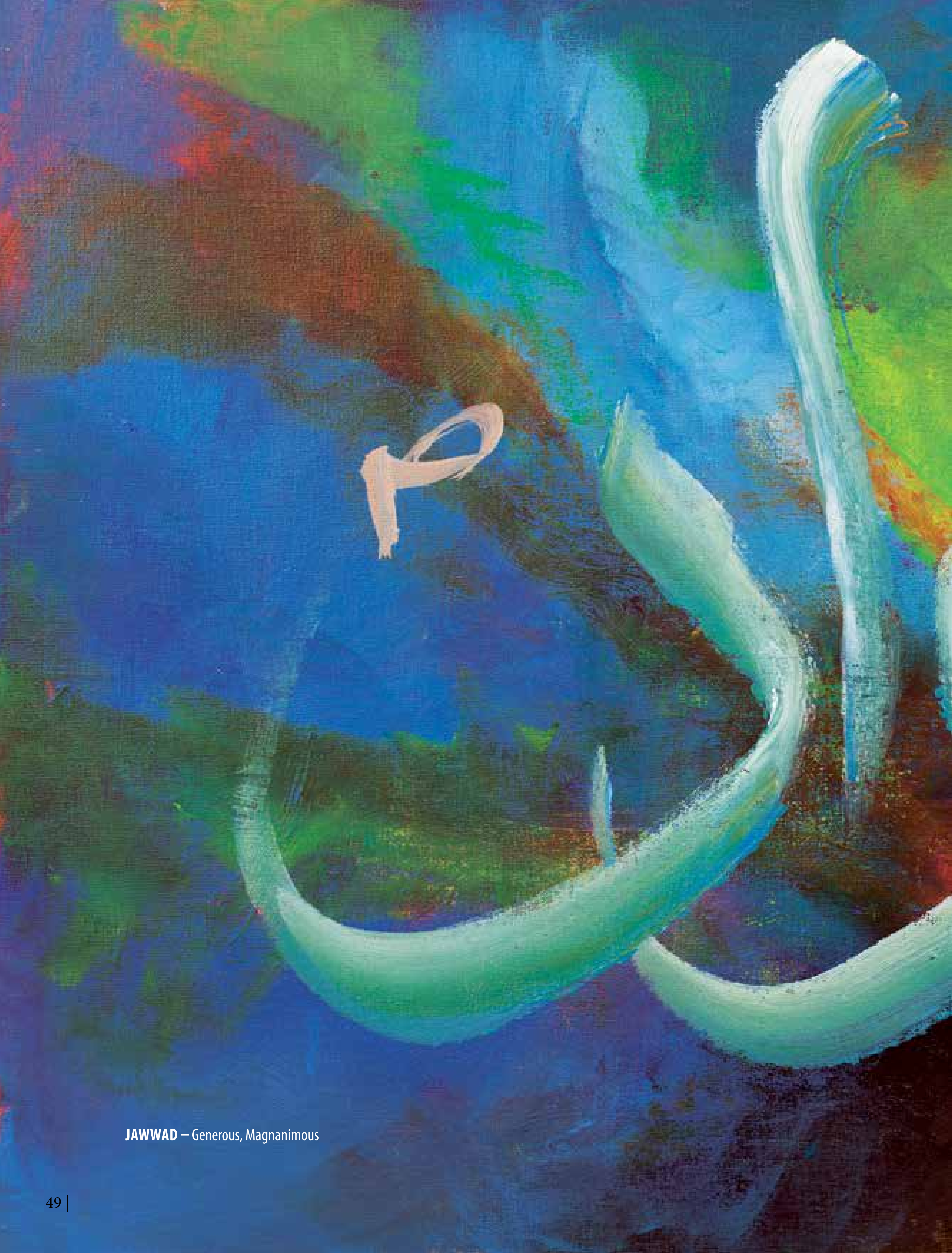

JAWWAD – Generous, Magnanimous

حَافِظٌ ﷺ

یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس لفظ کا معنی یہ ہوگا کہ وہ موجودات کو معدوم ہونے سے بچاتا ہے اور باہم متضاد اشیاء کی ایک دوسرے سے حفاظت فرماتا ہے۔ یہ حِفْظ مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، حضور رحمتِ عالم ﷺ کا یہ نام مبارک اس لیے رکھا گیا کہ آپ ﷺ حافظ وحی ہیں۔ علاوہ ازیں اپنی اُمت کی حفاظت فرماتے ہیں۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

''انسانوں میں 'حافظ' اُسے کہتے ہیں جو اپنے اعضاء اور دل کی حفاظت کرے، اور اپنے دین (و ایمان) کو شیطانی غلبے، شہوت کی سختی، نفس کے دھوکے اور شیطان کی چالوں سے بچائے۔''

حَاكِمٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: 'قاضی' یعنی فیصلہ کرنے والا۔ ابن دِحیہ نے درج ذیل آیت کریمہ سے حضور ﷺ کا یہ نام اخذ کیا ہے:

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰكَ اللّٰهُ۔

''(اے رسولِ گرامی!) بے شک ہم نے آپ کی طرف حق پر مبنی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں اس (حق) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے۔''

درج ذیل آیاتِ مبارکہ سے بھی حضور ﷺ کا یہ اسم گرامی ثابت ہوتا ہے:

۱۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ۔

''پس آپ اُن کے درمیان اُن (احکام) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے نازل فرمائے ہیں۔''

۲۔ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ۔

حبیب اللہ ﷺ

حبیب کا لفظ حُب سے ماخوذ ہے اور اسی سے لفظ مَحَبّت ہے۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں: ''محبت کی بنیاد ایسا میلانِ طبع ہے جس میں مزاج و رضائے محبوب کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے، لیکن یہ اُسی کے حق میں صادق آئے گی جس کی جانب میلان ہو اور موافقت پائی جائے۔ ایسا کرنا مخلوق کا کام ہے کیونکہ خالق کی ذات اغراض سے پاک ہے۔ پس خالق کا بندے سے محبت کرنا یہ ہے کہ اسے سعادت مندی کے اُمور پر قائم کر دیتا ہے، برائیوں سے اس کی حفاظت کرتا اور نیکیوں کی توفیق بخشتا ہے۔ (اس کے ساتھ ساتھ) بندے کو اپنے قرب کے اسباب مہیا فرماتا ہے اور اس کے لیے اپنی رحمتِ (خاص) کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اور محبت کی انتہا یہ ہے کہ خالق بندے کے دل سے پردے ہٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے اپنے دل سے چشمِ بصیرت کے ساتھ دیکھتا ہے، پھر اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں (اللہ تعالیٰ فرماتا) ہے: (میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں۔) پس جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایسا بندہ صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کا ہو کر غیر اللہ سے منہ پھیر لیتا ہے، پھر اس کا دل اللہ تعالیٰ کی جلوہ گاہ بننے کے لیے صاف ہوتا ہے اور اس کا ہر کام خالصتاً رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے: ''آپ ﷺ کا خلق قرآن ہے۔'' کیونکہ جس سے اللہ راضی ہو اس سے آپ ﷺ بھی راضی اور جس سے وہ ناراض ہو اس سے آپ ﷺ بھی ناراض ہوتے ہیں۔ بعض حضرات نے اس مقام کو خِلّت سے تعبیر کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خِلّت اور محبت یعنی شانِ خلیلی اور شانِ حبیبی میں سے کس کی فضیلت زیادہ ہے، تو قاضی عیاض اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اکثر بزرگانِ دین کا کہنا ہے کہ محبت کا درجہ خلت سے زیادہ بلند ہے کیونکہ حبیب ہونے کے سبب سیدنا مصطفیٰ ﷺ کا مرتبہ حضرت ابراہیمؑ سے کہیں زیادہ بلند ہے حالانکہ وہ خلیل ہیں۔''

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں دنیا میں (سب نبیوں سے) آخر میں (آیا) ہوں لیکن قیامت کے دن اول ہوں گا اور یہ بات بغیر فخر کے کہتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ اللہ کے خلیل، حضرت موسیٰؑ اللہ کے مقبول (صفی اللہ) جبکہ میں اللہ کا حبیب (حبیب اللہ) ہوں۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں اللہ کا حبیب ہوں اور (مجھے اس پر) فخر نہیں، اور میں روزِ قیامت علمِ حمد اٹھاؤں گا مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں۔''

HABIB ALLAH – God's Beloved Friend

حِجازِیﷺ

حضورﷺ کے اس نام کی نسبت حجاز کی طرف ہے جو کہ مکہ مکرمہ، یمامہ اور اس کے اردگرد کا علاقہ ہے۔ اسے حجاز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تہامہ اور نجد کے درمیان قدرتی رکاوٹ ہے اور حجاز حجز سے ہے جس سے مراد ''دو اشیاء میں فاصلہ'' لیا جاتا ہے۔

حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرمﷺ نے فرمایا:

''حجاز میں دس گھر شام کے بیس گھروں سے زیادہ دیر پا ہیں۔''

حَرِیصٌﷺ

حریصٌ، حِرص سے فَعیلٌ کے وزن پر فاعل کے معنی میں ہے اور اس سے مراد ہے کہ مطلوب کے لیے قوی ارادہ ہونا، حریصٌ سے مراد ہے: حضورﷺ اُمت کے (راہِ) ایمان وہدایت (پر ہونے) کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ۔

''بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے، تمہارا تکلیف ومشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے، (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب وآرزومند رہتے ہیں۔''

حَسِیبٌﷺ

یہ فَعیلٌ کے وزن پر مُفْعِل کے معنی میں ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ أحسبنی الشئی کفانی (اس نے مجھے اتنا کچھ دیا کہ میرے لیے کافی ہوگیا یعنی مجھے دوسروں سے بے نیاز کردیا)۔

حبیب مکرمﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا۔

HASEEB – Respected

حَفِیٌّ ﷺ

یہ حَفِیَ یَحْفٰی سے ہوتو اس کا ایک معنی ہے ''زیادہ چلنے سے پاؤں کا نرم ہوجانا، جس طرح کہا جاتا ہے'' (چلنے کی کثرت کے باعث فلاں کے قدم نرم ہوئے)۔ اس معنی کا اطلاق حضور ﷺ کی ذات پر بایں طور ہوگا کہ آپ ﷺ نے دعوتِ حق پہنچانے کی خاطر کثرت سے سفر کیے۔ اس کی ایک مثال آپ ﷺ کا طائف تشریف لے جانا ہے اور وہاں جسم کا لہولہان ہونا ہے۔ آپ نے غزوات کے لیے سفر کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک نرم و متورّم ہو گئے۔

اگر حَفِیٌّ کو حَفَا یَحْفُو سے مشتق مانا جائے تو اس کا معنی ہوگا: 'عطا کرنا یا کسی شے سے روکنا'۔ حضور نبی اکرم ﷺ حَفِیٌّ ہیں کہ آپ ﷺ کی عطا عام ہے، ہر کوئی آپ ﷺ کے ہی در کا سوالی ہے، جس سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا، آپ ﷺ سب کی جھولیاں بھرتے ہیں اور سب اپنی مرادیں درِ مصطفی ﷺ سے ہی پاتے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ لوگوں کو شرک سے منع کرنے والے ہیں، اور ان سے جہنم کی آگ روکنے والے ہیں۔

صالحی نے اس کا معنیٰ کیا ہے: ''مجسم نیکی اور بہت مہربان۔'' جب کسی کی بزرگی اور کرامت کے سبب اس کے لیے خصوصی اہتمام کیا جائے تو کہا جاتا ہے: میں نے فلاں کی بہت عزت افزائی کی اور اس کے لیے خوشی کا اظہار کیا)۔''

حَقٌّ ﷺ

یہ باطل کی ضد ہے۔ ابو اسحاق کا کہنا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا حکم اور جو کچھ آپ ﷺ سے قرآن پاک کی صورت میں آیا ہے وہ حق ہے۔ اس کا معنی ثابت ہونا بھی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

شَهِدُوٓا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ۔

''وہ اس اَمر کی گواہی دے چکے تھے کہ یہ رسول سچا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک طویل حدیثِ پاک میں مذکور ہے:

ومحمدٌ ﷺ حق۔

''اور حضور نبی اکرم ﷺ حق ہیں۔''

HAFI – Well Informed

حَکِیمٌ ﷺ

ابن کثیر کا کہنا ہے کہ حَکَمٌ اور حَکِیمٌ ... حاکم جو کہ فاعل کے وزن پر ہے کے معنی میں اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں۔ اگر یہ فَعِیْلٌ کے وزن پر مُفعلٌ کے معنی میں ہو تو اس سے مراد ہوگا: ’’وہ جو امور کو مضبوطی سے سرانجام دیتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔‘‘ حکیم سے مراد صاحب حکمت بھی ہے اور حکمت کا معنی ہے کہ افضل علوم کے ساتھ ساتھ افضل اشیاء کی معرفت رکھنا اور حضور نبی اکرم ﷺ ان تمام معانی کے حامل ہونے کی بناء پر حکیم ہیں۔ آپ ﷺ کے فریضۂ رسالت کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

’’اور وہ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔‘‘

۲۔ ذٰلِكَ مِمَّآ أَوْحٰى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ۔

’’یہ حکمت ودانائی کی اُن باتوں میں سے ہے جو آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی فرمائی ہیں۔‘‘

حٰمٓ ﷺ

عام طور پر صرف حٰمٓ ہی معروف ہے جب کہ مکمل نام حٰمٓ عٓسٓقٓ ہے۔ یہ الفاظ حروفِ مقطعات میں سے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

’’میرے نزدیک حق یہ ہے کہ حروفِ مقطعات متشابہات میں سے ہیں، جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے درمیان راز ہیں۔ حروفِ مقطعات کے ذریعے عام لوگوں کو سمجھانا مقصود نہیں بلکہ حضور ﷺ کو اور آپ ﷺ کی کامل اتباع کرنے والوں کو سمجھانا مطلوب ہے۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر کتاب میں بھید ہوتا ہے اور قرآنِ مجید کا بھید اس کی سورتوں کے آغاز میں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر کتاب میں کچھ پسندیدہ چیزیں ہوتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی اس کتاب میں پسندیدہ چیز حروفِ تہجی ہیں۔‘‘

ابن دحیہ نے اسے حضور نبی اکرم ﷺ کے اسماء میں ذکر کیا ہے، جب کہ ماوردی کا کہنا ہے کہ اس کے متعلق دو اقوال ہیں: ایک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ دوسرا قول ماوردی کا ہے کہ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا اسمِ مبارک ہے۔ ایک قول حضرت قتادہ سے بھی مروی ہے کہ یہ قرآنِ مجید کا نام ہے۔

سخاوی نے ’القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع (ص: ۴۷)‘ میں اسے حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ میں شامل کیا ہے۔

شیخ روزبہان بقلی شیرازی تفسیر ’عرائس البیان فی حقائق القرآن (۲:۲۲۷)‘ میں لکھتے ہیں:

’’یہ حروف اللہ تعالیٰ کے اپنے حبیب ﷺ کے لیے اشارہ جات ہیں، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ذات وصفات اور افعال کے اسرار کی خبر دیتا ہے۔ حا (ح) سے حیاتِ اَزلی کی طرف اشارہ ہے۔ میم (م) اُس قدیم و اَبدی محبت کی علامت ہے (جو اللہ تعالیٰ کی حضور ﷺ کے ساتھ ہے)، عین (ع) سے مراد حق تعالیٰ کی ذات کا عین، اُس کا علم قدیم اور اہلِ نظر کے لیے اس کا دیدار ہے، سین (س) اُس سِر (راز) کی خبر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق ہے، اور قاف (ق) سے مراد اللہ تعالیٰ کا قدیم وجود ہے کہ جس سے کائنات کا آغاز اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔‘‘

HAQQ – Truth

HAKIM – Wise, Judicious

شیخ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ پر بہت زیادہ عنایات کیں۔ حا (ح) سے مراد آپ ﷺ کا حوضِ کوثر ہے، جس پر آپ ﷺ کے پیاسے اُمتی سیراب ہوں گے۔ میم (م) سے مراد ملکِ ممدود یعنی مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی آپ ﷺ کی وسیع سلطنت ہے، جو آپ ﷺ کی اُمت کے تصرف میں آئے گی۔ عین (ع) سے آپ ﷺ کی عزت مراد ہے، جو کہ بارگاہِ الٰہی میں باقی سب کی عزتوں سے بلند مقام رکھتی ہے۔ سین (س) سے مراد سناءِ مشہود یعنی حضور ﷺ کی بلند صفات ہیں، جہاں تک کسی کی بلندی نہیں پہنچ سکتی۔ قاف (ق) سے آپ ﷺ کا مقامِ محمود مراد ہے، جو آپ ﷺ کو شبِ معراج عطا ہوا اور روزِ قیامت جس سے مراد شفاعتِ کبریٰ ہے۔‘‘

خَاتِمٌ ﷺ

ثعلب کا کہنا ہے کہ خاتم وہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا۔ حضرت نافع بن جبیر بن مطعمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’میں محمد، احمد، حاشر (اکٹھا کرنے والا)، ماحی (مٹانے والا)، خاتم (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والا) اور عاقب (سب نبیوں سے بعد آنے والا) ہوں۔‘‘

خَاتِمُ الرُّسُلِ ﷺ

اس سے مراد ہے: ’’تمام رسولوں میں سے آخری رسول۔‘‘

سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراءؓ نے فرمایا:

یا خاتم الرسل! المبارك ضوءه
صَلّٰی علیكَ مُنَزِّلُ القرآن

’’اے پیغمبروں کے ختم کرنے والے، جن کی روشنی مبارک ہے! آپ ﷺ پر قرآنِ مجید اُتارنے والا درود بھیجے۔‘‘

خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ

خاتم کا معنی ہے: خَلق (صورت) اور خُلق (سیرت) میں تمام انبیاء سے زیادہ حسین، اور حضور نبی اکرم ﷺ تو سردارِ انبیاء ہونے کی بنا پر مجسم حسن و جمال ہیں، جس طرح انگوٹھی (خاتم) کو پہن کر زینت حاصل کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب نبوت تمام ہوئی تو وہ اس مہر (خاتم) کی طرح بن گئی جو تحریر کے ختم ہونے پر اس کے اوپر لگائی جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔

’’محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (یعنی سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے) ہیں۔‘‘

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’گزشتہ انبیاء و رُسُل کے مقابلے میں میرے مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک خوبصورت مکان تعمیر کیا اور اسے اچھی طرح سجایا، لیکن مکان کے کسی حصے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس مکان کو دیکھنے آئے اور اس کی خوبصورت کی داد دینے لگے اور پوچھنے لگے کہ یہاں اینٹ کیوں نہیں رکھی؟‘‘ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’پس میں وہی اینٹ ہوں اور سلسلہ انبیاء کا اختتام کرنے والا ہوں۔‘‘

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’میں آخری نبی ہوں (اور) میرے بعد کوئی نبی نہیں (آئے گا)۔‘‘

خَازِنٌ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اسم گرامی کا معنوی اطلاق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جملہ نعمتوں اور عطاؤں کا خزانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔ جس کو بھی اس سے حصہ دینا مقصود ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے۔

امام نووی کہتے ہیں: جس چیز کی بھی تقسیم کا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اُسے) حکمِ (الٰہی) کے مطابق تقسیم فرماتے ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے:

’’بے شک تقسیم کرنے والا اور خزانہ رکھنے والا میں ہی ہوں، اور مجھے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔‘‘

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما أوتيكم من شئي وما أمنعكموه. إن أنا إلا خازن أضَعُ حيث أمرتُ۔

’’میں تمہیں کچھ دیتا ہوں نہ تم سے کچھ روکتا ہوں، میں تو صرف خزانہ رکھنے والا ہوں۔ ویسے ہی کرتا ہوں جیسے مجھے حکم دیا جاتا ہے۔‘‘

خَبِيرٌ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور اس کا معنی ہے: ’’عالم کی ہر شے کی اصلیت و حقیقت جاننے والا۔‘‘ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک نام قاضی عیاض اور ابنِ دحیہ نے اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان سے اَخذ کیا ہے:

الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۔

’’(وہ) رحمان ہے (اے معرفتِ حق کے طالب!) تو اُس کے بارے میں کسی باخبر سے پوچھ (بے خبر اُس کا حال نہیں جانتے)۔‘‘

خبیر کا ایک معنی مُخْبِر (خبر دینے والا) بھی ہے جو کہ مذکورہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ قاضی بکر بن علاء کہتے ہیں کہ آیت مبارکہ میں جنہیں سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا دوسرے لوگ ہیں، جبکہ مسؤل (جن سے سوال کیا جائے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے کہ جسے خبیر قرار دیا گیا ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی خبیر کامل ہے۔

حضور ﷺ مذکورہ دونوں جہات سے خبیر قرار پاتے ہیں۔ آپ ﷺ عالم ہیں کیونکہ آپ ﷺ علم کی اس انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پوشیدہ علوم اور عظیم معرفت سے آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا (اور اس لحاظ سے آپ ﷺ اشیاء کی حقیقت و اصلیت بفضلہٖ تعالیٰ جاننے کے سبب خبیر ہیں)، اور جن علوم کے اظہار کی آپ ﷺ کو اجازت مرحمت فرمائی گئی ان کی خبر آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو دی (اور مخبر قرار پائے)۔

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

''اللہ کے بندے اور رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو جاننے والا کوئی ہے نہ اس کی خبریں بتلانے والا۔ آپ ﷺ مطلق طور پر دنیا و آخرت میں حضرت آدمؑ کی اولاد کے سردار ہیں جو اپنی خواہش سے نہیں بولتے صرف وحی کیے جانے پر کلام فرماتے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے جو فرمایا وہ حق ہے اور جس کی آپ ﷺ نے خبر دی وہ سچ ہے۔''

خَلِیْلٌ ﷺ

یہ فَعِیْلٌ کے وزن پر فاعل کے معنیٰ میں ہے۔ امام سیوطی کی 'الریاض الانیقہ فی شرح اسماء خیر الخلیقہ (ص: ۱۵۲، ۱۵۳)' دی گئی تحقیق کے مطابق اس کا معنیٰ 'ہر طرف سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والا' خاص کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا: 'اس کی اصل استصفا (خالص دوست شمار کرنا)' ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اس لیے کہا گیا ہے کہ آپؑ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کسی سے عداوت رکھتے، اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی دوستی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت کی اور انہیں امام بنایا۔

خلیل کا معنیٰ ''فقیر اور حاجت مند'' بھی کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ انہوں نے اپنی تمام حاجات کے سلسلہ میں اپنے رب پر انحصار کیا اور اُسی کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابن فورک کا کہنا ہے کہ خِلّت اس خالص محبت کو کہتے ہیں جو کسی کو اس کی رازداریوں کی وجہ سے خاص کرے۔

بعض کا کہنا ہے کہ خِلّت کی اصل محبت ہے اور اس کا معنی ہے: ''مدد کرنا، مہربانی کرنا، کسی کو بلند مرتبہ دینا اور اُسے شفاعت کا اختیار دینا۔'' خِلّت کا تعلق اولاد کے تعلق سے بھی زیادہ قوی ہوتا ہے کیونکہ اولاد کے تعلق میں کبھی دشمنی بھی ہو سکتی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

''اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے (دین کے) دشمن ہیں۔''

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ خِلّت میں دشمنی کا عنصر نہیں پایا جاتا۔

حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابراہیمؑ کا نام مبارک ''خلیل'' اس وجہ سے ہے کہ آپ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی حاجات صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا آپ دونوں کو زیادہ خاص کر لینے کی وجہ سے اور آپ دونوں کے باطن اُلوہی اَسرار اور غیبی خزانوں سے خالی نہ ہوتے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے آپ دونوں کو اپنی محبت کے لیے چن لیا اور غیروں کی محبت سے آپ کے دلوں کو اس طرح صاف کر دیا کہ اس میں کبھی کسی دوسرے کی محبت نے جگہ نہ پائی۔ اسی لیے بعض نے کہا: ''خلیل وہ ہوتا ہے جس کا دل اللہ کے سوا کسی اور کی طرف مائل نہ ہو۔''

داعی ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو اطاعت خدا کی طرف بلاتے اور اس کی ترغیب دیتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا۔

''اور (آپ کو) اللہ کے اِذن سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے)۔''

قرآنِ حکیم میں جنات کے ایک گروہ کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

يٰقَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللّٰهِ۔

''اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مانو۔''

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی طویل حدیث میں ہے کہ داعی (بلانے والے) حضور نبی اکرم ﷺ ہی ہیں۔

رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو (تمام جہانوں کے لیے) رحمت بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ۔

''اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

''اور حضور نبی اکرم ﷺ کا تمام عالموں کے لیے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ ﷺ تمام ممکنات پر ان کی قابلیتوں کے موافق فیض الٰہی (کی تقسیم) کا وسیلہ ہیں۔''

اِسی آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں علامہ آلوسی مزید فرماتے ہیں:

''اور میرے نزدیک مختار مذہب یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ عالمین کے ہر فرد کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ فرشتوں، انسانوں اور جنات سب کے لیے رحمت ہیں، اور اس اَمر (رحمت) میں جنات اور انسانوں کے درمیان اور مؤمن و کافر کے مابین بھی کوئی فرق نہیں۔ یہ رحمت ہر ایک کے حق میں الگ الگ اور جداگانہ نوعیت کی ہے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کفار و مشرکین کی چیرہ دستیاں حد سے بڑھ گئیں تو حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ان کے لیے بد دعا فرمائیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، (بلکہ) مجھے تو سراسر رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

رَسُوْلٌ ﷺ

اس کا مادہ رِسْلٌ ہے جس کا معنی ہے کہ آہستہ اور نرمی کے ساتھ چل پڑنا، اسی سے سبک رفتار اونٹنی کو نَاقَۃٌ رِسْلَۃٌ اور نرمی کے ساتھ اٹھنے والے اونٹ کو اِبِلٌ مَرَاسِیلٌ کہا جاتا ہے۔اسی سے لفظ رسول ہے جس کا معنی ہے: ''روانہ ہونے والا''۔رسول کا لفظ پیغامبر کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور یہ واحد وجمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی برگزیدہ ہستیاں یعنی انبیاء کرام ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔

''اور محمد (ﷺ بھی تو) رسول ہی ہیں۔''

لغت کی رُو سے ''رسول'' اسے بھی کہا جاتا ہے جو اپنے بھیجنے والے کی خبروں کی پیروی کرتا ہے، جبکہ ازہری کا کہنا ہے کہ ''رسول'' اُسے کہتے ہیں جو اپنے بھیجنے والے کی خبروں کی تبلیغ کرتا ہے، اور شرعی طور پر ''رسول'' اس ہستی کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نئی شریعت دے کر مخلوق میں مبعوث کرتا ہے تا کہ وہ لوگوں کو اُس کی طرف بلائے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء و رسل کے برعکس حضور ﷺ کو ذاتی نام سے مخاطب نہیں فرمایا بلکہ پورے قرآن میں صرف آپ ﷺ ہی کو ''رسول'' اور ''نبی'' جیسے القابات سے مخاطب فرمایا ہے، اور یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

حضور ﷺ کا یہ نام مبارک قرآن پاک میں کئی مرتبہ آیا ہے، مثلاً:

۱۔ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔

''پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول تشریف لائے جو اُن کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے۔''

۲۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

''جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔''

۳۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى۔

''اور جو شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کی راہ واضح ہو چکی۔''

۴۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔

''بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے۔''

۵۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

رَسُوْلُ الرَّاحَةِ ﷺ

قاضی عیاض اور امام سخاوی نے اسے حضور نبی اکرم ﷺ کے اسماء میں بیان کیا ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ رسولِ راحت ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت عامۃ الناس کے لیے راحت ہے اورلغوی طور پر راحت سے مراد مشقت و تکالیف کا زائل ہونا ہے۔ اس کا معنی بالکل واضح ہے کیونکہ

آپ ﷺ کو رحمت (پھیلانے) کے لیے بھیجا گیا تھا، اس لیے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس انسانیت کے لیے وجہ راحت ہے۔

حضور ﷺ دنیا میں مؤمنین کے لیے راحت ہیں کیونکہ پچھلی اُمتوں پر جو بوجھ اور مشقتیں تھیں وہ آپ ﷺ کی اُمت سے دور کردی گئیں۔ آپ ﷺ کی شریعت میں رخصت ہی رخصت اور تخفیف ہی تخفیف ہے، اور آپ ﷺ آخرت میں راحت عظمیٰ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی وجہ سے اُنہیں امن ملے گا، ان کی تکان دور ہوگی اور ان سے تکلیفیں اٹھالی جائیں گی۔ کافروں کے لیے بھی آپ ﷺ راحت ہیں کیونکہ جزیہ ادا کر کے انہوں نے خود کو قتل ہونے اور اپنی اولاد کو غلام بننے سے بچالیا، گویا کہ وہ امن میں آگئے ہیں (اور یہ آپ ﷺ کے ہی سبب سے ہے)۔

رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ ﷺ

یہ نام اس لیے ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یوں کہو:

> ”اے اللہ! اپنے درود، رحمتیں اور برکتیں پیغمبروں کے سردار، پرہیزگاروں کے امام اور سلسلۂ نبوت کے ختم کرنے والے اپنے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ پر بھیج جو بھلائی کے پیشوا، بھلائی کے رہنما اور رحمت کے پیغمبر ہیں۔“

رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ ﷺ

مَلَاحِم جمع ہے ملحمة کی، جس کا مطلب ہے: ”میدان کارزار“ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کو جہاد اور تلوار کے حکم کے ساتھ بھیجا گیا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

> ”میں رسولِ رحمت، رسولِ راحت اور رسولِ ملاحم ہوں۔“

رَشِیدٌ ﷺ

رشید کا لفظ ''رُشد'' سے ہے، ''جس کا معنی ہے'' اُمور میں استقامت''۔ رشید کا معنی ''ثابت قدم اور ہدایت دینے والا'' بھی ہے۔ حضرت ابو طالب حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح میں یوں گویا ہوتے ہیں:

حلیمٌ رشید عادل غیرُ طائش
یُوالی إلاهًا لیسَ عنه بغافِلِ

''(آپ ﷺ بردبار، ہدایت دینے والے، عدل فرمانے والے (اور) غصہ میں نہ آنے والے ہیں، (اور) اُس اللہ سے محبت کرنے والے ہیں جو آپ ﷺ سے غافل نہیں۔)''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ روضۂ رسول ﷺ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

فَبُورِكتُ یَا قَبرَ الرَّسُوْلِ وَ بُورِكتْ
بِلَادٌ ثَوٰی فِیهَا الرَّشِیْدُ الْمُسَدَّدُ

''اے قبرِ رسول! تو بابرکت ہوگئی اور وہ شہر بابرکت ہو جس میں ہدایت دینے والے اور سیدھے راستے پر چلنے والے (رسولِ اکرم ﷺ) آباد ہوئے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سورۂ عَبَسَ وَتَوَلّٰی نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کے متعلق اُتری۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ! أرشدنی۔

''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے رُشد و ہدایت فرمائیے۔''

رَءُوفٌ ﷺ، رَحِیمٌ ﷺ

رَءُوفٌ، رَأْفَةٌ سے فَعُولٌ کے وزن پر ہے، جس سے مراد ہے: رحمت میں شدت اور مبالغہ۔ ابن دحیہ کے مطابق کافروں کے مکر اور سختیوں کے دفاع کے لیے آپ ﷺ کو یہ خاصیت عطا ہوئی۔ جبکہ رحیمٌ، رحمةٌ سے فعیلٌ کے وزن پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ صفت عطا کی تاکہ آپ ﷺ عاشقوں کے لیے باعثِ رحمت ہوں۔ بعض ائمۂ لغت نے رأفت اور رحمت میں فرق کرتے ہوئے کہا ہے کہ احسان کے بدلے احسان کرنے کو رأفت اور بغیر کسی احسان کے کسی پر احسان کرنے کو رحمت کہتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

''بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے، تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا اُن پر سخت گراں (گزرتا) ہے، (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں، مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔''

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام رؤف رحیم رکھا ہے۔''

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ بڑے رحمدل اور شفقت فرمانے والے تھے۔''

RA'UF – Mild

سِرَاجًا مُّنِيرًا ﷺ

قاضی ابوبکر بن عربی کہتے ہیں کہ ہمارے علماء نے کہا ہے: آپ ﷺ کو سراج اس لیے کہا گیا کیونکہ جس طرح ایک چراغ سے بے شمار چراغ جلائے جانے کے باوجود پہلے چراغ کی روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اسی طرح اطاعت کے تمام چراغ حضور نبی اکرم ﷺ کے چراغ سے روشن ہوئے اور آپ ﷺ کی روشنی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ آپ ﷺ روشنی میں سراج کامل ہیں اور آپ ﷺ کو تیز بھڑکنے والی روشنی...... جیسا کہ سورج...... کے ساتھ متصف نہیں کیا گیا کیونکہ منیر وہ ہوتا ہے جو وہاج (تیز بھڑکنے والا، شدید حرارت والا) کے برعکس جلائے بغیر روشنی دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔

”اے نبی! ہم ہی نے آپ کو گواہ (بنا کر) اور خوش خبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ کو اللہ کے اذن سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے)۔“

حضور ﷺ کو سِرَاجًا مُّنِيْرًا کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام بیضاوی لکھتے ہیں:

”آپ ﷺ سے جہالت کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے، اور آپ ﷺ کے نور سے بصیرت کا نور حاصل کیا جاتا ہے۔“

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

”پس آپ ﷺ ہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نور بنایا اور مخلوق کی طرف بھیجا۔“

سراج منیر اور سراجٌ وھاج میں فرق

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید (النبا، ۷۸: ۱۳) میں آسمان کے سورج کو سِرَاجًا وَّهَّاجًا (روشنی اور حرارت کا زبردست منبع) کہا ہے جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ کو سِرَاجًا مُّنِيْرًا فرمایا ہے۔ ان دونوں میں درج ذیل فرق ہے:

”اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام سراج منیر رکھا اور سورج کو سراج وہاج کا نام دیا اور مخلوقات اپنی بڑی بڑی حاجتوں کے لیے سراجِ وہاج سے زیادہ سراجِ منیر کی محتاج ہوتی ہیں، کیونکہ لوگ بعض اوقات سراجِ وہاج کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض اوقات محتاج نہیں ہوتے، جبکہ سراجِ منیر کی طرف لوگ ہر زمانہ میں، ہر جگہ پر، صبح و شام (ہر وقت) اور ظاہراً و باطناً (ہر طرح) محتاج ہوتے ہیں۔“

SIRAJ – Lamp
MUNIR – Radiant

سَیِّدٌ ﷺ

سَیِّدْ سے مراد سردار ہوتا ہے کہ جس کی پیروی کی جائے اور اس کی بات تسلیم کی جائے۔ سید اسے بھی کہا جاتا ہے جس کے پاس ٹھکانہ ڈھونڈا جائے اور لوگ اپنی ضروریات کے لیے اس کی طرف رجوع کریں۔ اس سے مراد اطاعت کرنے والا، فقیہ، عالم بھی ہے، یا وہ بھی جو علم وعبادت اور خشوع وخضوع میں بڑھ جائے یا اپنے اردگرد کے تمام لوگوں پر ہر شے میں فائق ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ ان تمام صفات کے جامع ہونے کی وجہ سے سید ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ نُحاس کا کہنا ہے کہ غیر اللہ پر اس نام کا اطلاق نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کی تعریف بیان کردی جائے، جبکہ امام نووی کا کہنا ہے کہ علم میں مشہور شخص کے لیے اسے 'الف لام' کے ساتھ استعمال کرنا جائز ہے اور اس کے علاوہ کسی کے لیے سید کا لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی شخص کسی منافق کو 'یا سید' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن اعدر اعشیؓ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

يا سيد الناس ، و ديان العرب!
إليك أشكو ذربة من الذرب

''اے تمام لوگوں کے سردار اور سرزمین عرب کے منصف اعظم! میں اپنی غلطی اور لغزش کی شکایت آپ کے پاس بیان کرتا ہوں۔''

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں روزِ قیامت قوموں کا سردار ہوں گا۔''

شَافٍ ﷺ

اس کا معنی ہے: بیماری اور غم سے شفا دینے والا، اور اپنی امت کی رنج و الم کی حالت ختم کرنے والا۔

احادیث مبارکہ میں بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں، جن میں ہے کہ بیمار لوگ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور شفا پا کر واپس جاتے۔

ا۔ فاتحِ خیبر سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر دستِ مصطفیٰ ﷺ سے آشوب چشم کے کرب سے شفا پائی۔

۲۔ حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ابو رافع یہودی کو جہنم رسید کر کے واپس آ رہے تھے کہ اس کے مکان کے زینہ سے گر گئے جس سے اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس پر اپنا دستِ شفا پھیرا، جس سے وہ ایسی درست ہوئی کہ گویا کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔

۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنا بچہ لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے بچے کو جنون ہو گیا ہے، جس کا غلبہ ظہرانہ اور عشائیہ کے وقت ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی۔ پھر اس بچے نے قے کی اور اس کے پیٹ سے سیاہ چھوٹا جانور نکل کر بھاگ گیا۔

۴۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں اُن کی آنکھ زخمی ہو گئی اور رُخسار تک لٹک گئی۔ صحابہ کرامؓ نے اُسے کاٹنے کا ارادہ کر لیا۔ جب حضور ﷺ سے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر آنکھ کا ڈیلا اُس کے مقام پر نصب کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ آفت رسیدہ تھی۔

شَافِعٌ ﷺ

شافع وہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے کے لیے سفارش کرے تا کہ وہ مطلوب تک پہنچ جائے۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس بارگاہِ الوہیت سے ایک آنے والا آیا اور مجھے اختیار دیا کہ دو صورتوں میں سے کوئی ایک قبول کر لوں: ایک یہ کہ میری نصف اُمت بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائے، دوسرا حق اختیار شفاعت (کا دیا گیا)۔ میں نے شفاعت کو اختیار کیا (مگر یاد رکھو کہ) میری شفاعت کا حق دار وہ ہوگا جو ایسی حالت میں مرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔'' یعنی مسلمان ہو کافر و مشرک نہ ہو۔

مختلف سندات سے مروی طویل حدیثِ مبارکہ میں مذکور ہے کہ روزِ محشر جب تمام انبیاء لوگوں کو شفیع محشر کی طرف متوجہ کر دیں گے تو رحمت للعالمین ﷺ رب تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو کر اس کی حمد و ثنا کے بعد تمام اُمم کی بخشش کے لیے دعا فرمائیں گے۔ اس پر حکمِ الٰہی ہوگا:

''(اے حبیبِ مکرم!) اپنا سرِ (انور) اُٹھائیے اور شفاعت کیجیے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

ایک اور حدیث میں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے پہلے شفاعت میں کروں گا۔''

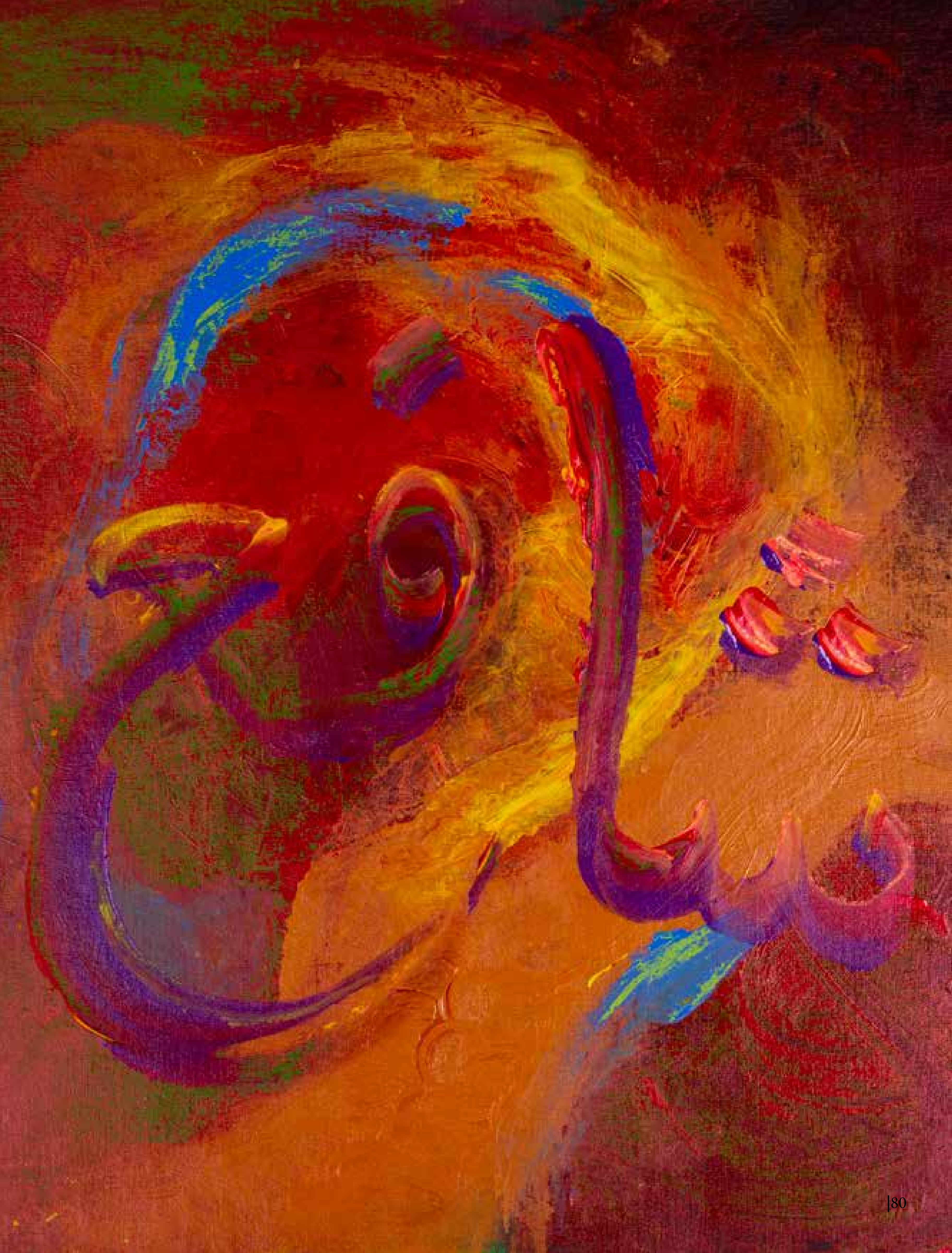

ایک اور حدیث میں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے پہلے شفاعت میں کروں گا۔''

شَاهِدٌ ﷺ

اس کا معنی ہے ''جاننے والا، مشاہدہ کرنے والا یا حاضر اور موجود ہونے والا''۔ یہ شُهُوْد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور شُهُوْد کا معنی ہوتا ہے کسی موقع پر حاضر ہونا۔ آپ ﷺ کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ آپ ﷺ عطائے الٰہی سے وہ کچھ جانتے ہیں کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ آپ ﷺ اُمت کے احوال اور کائنات کے حقائق و وقائع کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور دنیا و آخرت میں عطائے الٰہی سے ہر شے پر ناظر و مطلع ہونے کے باعث حکماً حاضر و موجود ہیں۔

آپ ﷺ روزِ محشر دوسرے انبیاء کرام کے متعلق گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنی امتوں کو پیغام پہنچا دیا تھا اور آپ ﷺ اپنی امت کے اہل ایمان ہونے کی بھی گواہی دیں گے۔ یہ گواہی اِصالتاً ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اولین و آخرین کے احوال پر مطلع فرمایا ہے، جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں مذکور ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے اس صفاتی نام کی بابت قرآن بیان فرماتا ہے:

۱۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔

''اے نبی (مکرم!) ہم ہی نے آپ کو (لوگوں کے احوال کا) گواہ اور (اُن کو) خوشخبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

۲۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔

''بیشک ہم نے آپ کو (لوگوں کے احوال کا) گواہ اور (ان کو) خوشخبری سنانے والا اور (عواقب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں (آج کے دن کی طرح) روزِ قیامت (بھی) تمہارے اوپر گواہ ہوں گا۔''

اسی طرح دوسری احادیث میں ہے کہ قیامت کے روز قومیں اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلائیں گی کہ انہوں نے اُن تک حق کا پیغام نہیں پہنچایا، جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام حضور نبی اکرم ﷺ کی اُمت کو بطور گواہ پیش کریں گے۔ امت محمدی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کیسے گواہی دے رہی ہے (حالانکہ وہ تو موجود ہی نہیں تھی)۔ اس پر امت محمدی جواب دے گی: ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے۔ پھر حضور ﷺ سے اُمت کے متعلق پوچھا جائے گا تو آپ ﷺ اپنی امت کی عدالت (یعنی گواہی کے قابل ہونے) کی تصدیق فرمائیں گے۔

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: نوح (علیہ السلام) کو روزِ قیامت بارگاہِ رب العزت میں بلا کر پوچھا جائے گا: کیا آپ نے (اپنی قوم کو اسلام کا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ اس پر وہ جواب دیں گے: ہاں، (میرے رب)۔ پھر نوح (علیہ السلام) کی قوم کو بلا کر پوچھا جائے گا کہ کیا انہیں پیغام حق مل گیا تھا؟ تو وہ جواب دیں گے: ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اس پر نوح (علیہ السلام) کو اپنا گواہ لانے کے لیے کہا جائے گا تو وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی اُمت میری گواہ ہے۔ پھر ہم گواہی دیں گے کہ انہوں نے پیغامِ (حق) پہنچایا تھا۔

Farooqi

شاہد کا معنی ’حاضر و ناظر ہونا‘ بھی ہے کیونکہ گواہی وہی دیتا ہے جو حاضر یعنی موقع پر موجود ہو اور سب کچھ دیکھ رہا (ناظر) ہو۔ امام راغب اصفہانی ’’المفردات (ص:۴۶۵)‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’شہود اور شہادت کے معنی مشاہدہ کے ساتھ حاضر ہونے کے ہیں خواہ آنکھ سے ہو یا (دل کی) بصیرت سے۔‘‘

اس سے مراد ہے کہ مشاہدہ کی بنا پر ناظر ہونا۔ حکم یہ ہے کہ جو ناظر ہوتا ہے وہ حاضر تصور کیا جاتا ہے، گویا جہاں جہاں تک مشاہدہ ہوگا وہاں وہاں تک حاضر ہوگا۔ اگر بفرضِ محال مشاہدہ نہ ہو لیکن حاضر ہونا پایا جائے تو فی الحقیقت حاضر ہوتے ہوئے بھی موجود تصور نہ ہوگا۔

حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں:

’’ایک دن رسالت مآب ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے مخلوق کی پیدائش کا ابتدا سے ذکر فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی اپنے مقام پر پہنچ گئے اور دوزخی اپنے مقام پر (یعنی ابتدائے خلق سے لے کر اہل جنت کے (جنت میں) داخل ہونے اور ان کے منازل تک اور اہل جہنم کے (جہنم میں) داخلے اور ان کے ٹھکانے بیان فرما دیئے۔ پس اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا اُسے جو بھول گیا۔‘‘

ملا علی قاری اِس حدیث مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

’’یہ حدیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے تمام مخلوقات کے آغاز، انجام اور معاش کی مکمل تفصیلات ایک ہی مجلس میں بیان فرمائیں۔ ان تمام چیزوں کا ایک ہی مجلس میں آسانی کے ساتھ بیان کرنا خوارق عادات میں سے ہے جو کہ بہت بڑا اَمر ہے۔‘‘

اس کی تائید اُس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عمرو بن اَخطب انصاریؓ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

’’ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ آپ ﷺ نے منبر سے اُتر کر نمازِ ظہر پڑھائی اور اس کے بعد منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اُتر کر نمازِ عصر پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ کر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں وہ تمام چیزیں بتا دیں جو ہو چکی تھیں اور جو ہونے والی تھیں (یعنی مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کی خبریں دیں)۔ پس جو ہم میں زیادہ حافظہ والا تھا وہ زیادہ عالم تھا (یعنی اس نے زیادہ یاد رکھا)۔‘‘

اس بحث سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ناظر ہونا ہی حقیقتاً حاضر ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ اسی طرح جب حاضر و ناظر کہا جاتا ہے تو اس سے یہ مراد لیا جاتا ہے کہ جہاں تک انسان ناظر ہوتا ہے وہاں تک حقیقتاً حاضر بھی ہوتا ہے۔ اس بنا پر شہادت کا معنی ہوا کہ مشاہدہ کی بنا پر حاضر ہونا خواہ وہ مشاہدہ سر کی آنکھ سے ہو یا دل کی آنکھ سے یعنی بصارت سے ہو یا بصیرت سے۔ حضور ﷺ بے شک وجوداً اپنے روضۂ اقدس میں ہی حاضر رہتے ہیں مگر مشاہدۃً ساری کائنات کے ناظر ہیں، اس لیے ناظر ہونے کی بناء پر آپ ﷺ کو حکماً حاضر بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ ویسے آپ ﷺ کا حاضر ہونا روحانی حوالہ سے بھی ہے کہ اپنے نور، رحمت فیض کے ساتھ ہر جگہ حاضر ہیں۔

شاہد اور شہود کے تصور کی قرآنی تائید

قرآن حکیم نے شہود اور اس کے مشتقات و متعلقات کا جن جن مقامات پر استعمال کیا ہے وہ بسا اوقات بمعنی حاضر ہونا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت یعقوبؑ کے آخری وقت کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ

’’کیا تم (اس وقت) حاضر تھے جب یعقوب (علیہ السلام) کو موت آئی۔‘‘

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔

''پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے میں حاضر ہو تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔''

ان آیات مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہود اور اس کے مشتقات کا استعمال قرآنِ مجید نے حاضر کے معنوں میں کیا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ گواہ کسے کہتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گواہ اُسے کہتے ہیں جو دیکھنے والا ہو اور کسی مقام پر موجود ہو، گویا گواہ کی بنیادی صفت اس کا حاضر و ناظر ہونا ہوتا ہے۔ اس لیے حاضر و ناظر کو مرادی معنوں کے طور پر گواہ کہہ دیا جاتا ہے۔

شاہد سے ''نگہبان'' ہونے کا معنی بھی مراد لیا جاتا ہے، اس لیے کہ نگہبان وہی ہوتا ہے جو حقیقی معنوں میں خود حاضر و ناظر ہو۔ چونکہ ہمارے پیارے نبی رحمت للعالمین ﷺ امت کے روحانی باپ، سرپرست اور نگہبان ہیں لہٰذا وہ حاضر و ناظر ہیں۔ ثانیاً آپ ﷺ ہر امت کے گواہ کے اوپر گواہ ہوں گے گویا کہ آپ ﷺ گواہ کی حیثیت سے بھی حاضر و ناظر ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔

''پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور (اے حبیب!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔''

شَكُورٌ ﷺ

یہ مبالغے کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے: بہت زیادہ شکر بجالانے والا۔ حضرت مغیرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ (رات کو) نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک یا پنڈلیاں سوج جاتیں۔ آپ ﷺ سے اس کے متعلق عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

یہی حدیث ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے بھی منقول ہے۔ حضرت انسؓ نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔

SHAKOOR – Most Grateful

شَهِيدٌ ﷺ

یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے اور اس کا معنی ہے: ''عالم یعنی جاننے والا'' ابواسحاق کہتے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہ ہو۔ شہید حاضر بھی ہوتا ہے۔ اگر لفظ شہید کو مبالغے کے وزن **فعیل** پر اسم فاعل کے معنی میں لیں اور (اس سے مراد) مطلق علم (یعنی جاننا) قیاس کیا جائے تو شہید کا معنی علیم ہوگا، اور اگر اس کی اضافت اُمور باطن کی طرف کی جائے تو اس کا معنی خبیر (خبر رکھنے والا) ہوگا اور اگر اس کی اضافت اُمورِ ظاہر یہ کی طرف ہو تو معنی شہید ہوگا۔ اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ شہید روزِ قیامت مخلوق کی گواہی دیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔

''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر اُمت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول تم پر گواہ ہو۔''

۲۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔

''پھر اُس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے، اور (اے حبیب!) ہم آپ کو اُن سب پر گواہ لائیں گے۔''

مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جمیع اقوام کی گواہی دیں گے اگرچہ انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا یا نہ پایا۔ اور مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ نے دو اُمور کی خبر دی ہے: ایک یہ کہ آپ ﷺ اُن کے پیش رَو ہیں، دوسرا یہ کہ آپ ﷺ اُن پر گواہ ہیں (اور وہ) اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ نے ان کے اعمال کا مشاہدہ فرمایا۔ گویا آپ ﷺ نہ صرف اُن کے ساتھ حاضر ہیں بلکہ اُن کے بعد بھی موجود رہیں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ متاخرین (آخر میں آنے والوں) کے اعمال پر بھی گواہ ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کو ہی اِن دو صفات کا حامل بنایا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک روز (اُحد) کے دامن میں تشریف لے گئے اور اُحد والوں پر (اس طرح) نماز پڑھی جیسے عام مردوں پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ منبر کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا:

> ''میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور میں اپنے حوضِ (کوثر) کو اس وقت دیکھ رہا ہوں، مجھے زمین کے خزانوں (یا زمین) کی کنجیاں دی گئی ہیں، اور اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے، لیکن مجھے تمہارے حصولِ دنیا میں ایک دوسرے سے مقابلے کا اندیشہ ہے۔''

ملا علی قاری اِس حدیث مبارکہ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

> ''اور میں تم پر شہید ہوں یعنی تمہارے احوال سے واقف ہوں کہ وہ مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، یا میں تمہاری گواہی دینے والا ہوں اور اچھے اعمال پر تمہاری تعریف کرنے والا ہوں۔ اور بے شک تمہارا مَوعِد یعنی تمہاری شفاعت کے وعدہ کی جگہ جو روزِ محشر تمہارے ساتھ خاص ہوگی اُس کا مقام حوض ہے جہاں تمہیں آنا ہے۔ اُس جگہ پلید چیزوں کو پاک چیزوں سے الگ کیا جائے گا اور منافق سے مؤمن کو جدا کیا جائے گا۔ پس شفاعت اُمتِ اجابت (حضور ﷺ کی دعوتِ حق دل سے قبول کرنے والوں) کے لیے ہوگی۔ میں اس وقت دیکھ رہا ہوں سے مراد ہے کہ میں اپنے منبر پر کھڑا ہوں اور ابھی اپنا حوضِ (کوثر) ملاحظہ کر رہا ہوں۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ اپنی حالتِ ظاہری میں کھڑے تھے، گویا آپ ﷺ سے تمام پردے اُٹھا دیئے گئے۔''

شَہِیدٌ ﷺ

یہ شُہُرۃ مصدر سے فَعِیلٌ کے وزن پر ہے، اوراس کا معنی ہے: وہ شخص جس کا مقام ومرتبہ معروف ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ آسمانِ نبوت ورسالت میں شہرت کی اس بلندی پر فائز ہیں جہاں تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کا نور تخلیق فرمایا، عالم اَرواح میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا عہد کیا۔ ہر نبی آپ ﷺ کی آمد کی بشارت دیتا رہا اور تمام آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کا ذکر خیر کیا جاتا رہا۔

آپ ﷺ کی رسالت ونبوت اور شانِ محبوبیت کا چرچا آسمانوں اور زمین پر ہے، جنت کے پتے پتے پر آپ ﷺ کا اسم گرامی تحریر ہے، اور دنیا و آخرت میں آپ ﷺ ہی کے چرچے ہیں۔

SHAHEED – Witnessing, Martyr

صَاحِبٌ ﷺ

یہ صُحْبَۃٌ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، اور صُحْبَۃٌ کا معنی ہے: ''مل جل کر ہمیشہ ساتھ رہنا۔'' عزفی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہترین سلوک فرماتے، اور ان کے ساتھ معاملات میں بہت نرم خوئی برتتے، اور آپ ﷺ کی مروت، وقار اور نیکی و بزرگی بہت بلند ہے۔

حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک قرآنِ مجید میں بھی مذکور ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى۔

''تمہارے رفیق (اللہ کے رسول) نہ بھٹکے اور نہ راہ سے بے راہ ہوئے۔''

۲۔ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ۔

''اور (اے لوگو!) یہ تمہیں اپنی صحبت سے نوازنے والے (محمد ﷺ) دیوانے نہیں ہیں (جو فرماتے ہیں وہ حق ہوتا ہے)۔''

صَادِقٌ ﷺ

یہ صِدْق مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جو کہ کذب (جھوٹ) کی ضد ہے، اور اس سے مراد ہے: راست باز یعنی قول کا سچا۔ ابومیسرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ابوجہل اور اس کی جماعت کے لوگوں کے پاس سے گزر رہا تو اس نے کہا: ''اے محمد! بخدا ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے کیونکہ تم تو ہم میں (سب سے زیادہ) راست باز (صادق) ہو۔''

حضرت عبد عمرو بن جبلہ کلبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں اُمی نبی سچا (اور) پاک ہوں۔''

حضرت اروی بنت عبد المطلب نے فرمایا:

صبرتَ و بلّغتَ الرسالة صادقًا

وقمتَ صليب الدين أبلج صافيا

''آپ ﷺ نے (تمام تکالیف و اذیتوں پر) صبر کیا اور رسالت (کا فریضہ ادا کر کے اسے کمال تک) پہنچایا۔ آپ ﷺ سچے اور دین کے مضبوط، فصیح زبان (اور) صاف گو تھے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیث سناتے وقت آپ ﷺ کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ صادق اور مصدوق کے القابات بھی استعمال کرتے۔

SADIQ – Sincere

صَفِیُّ اللہ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اپنی تمام مخلوق میں سے بہترین مخلوق کے طور پر چن لیا۔

حضرت عمران بن حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہؓ اکثر بہت سا قرض لیتی تھیں۔ اس پر ان کے اہل خانہ انہیں ملامت کرتے اور ناراضگی کا اظہار کرتے۔ جواب میں وہ فرماتیں:

''میں قرض لینا نہیں چھوڑوں گی کیونکہ میں نے اپنے پیارے اور منتخب کردہ دوست کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص قرض لے اور اللہ تعالیٰ اس کی بابت جانتا ہے کہ وہ اس کی ادائیگی کی فکر میں ہے تو وہ اس کا قرض دنیا میں ہی ادا کرنے کا اہتمام فرما دے گا۔''

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد آپ ﷺ کی زیارت کے لیے آئے تو آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آپ ﷺ کی کنپٹیوں پر رکھا اور کہا:

''آہ! اے نبی! آہ، اے خلیل! آہ، اے منتخب کردہ (رسول ﷺ)!''۔

طٰسٓ ﷺ

یہ لفظ قرآنِ مجید کے حروف مقطعات میں سے ہے۔ امام زرقانی کہتے ہیں کہ ابن دحیہ اور نسفی نے اسے حضور ﷺ کا نام قرار دیا ہے۔ اور امام صالحی نے ان کی تائید کی ہے۔ امام سخاوی نے بھی اسے آپ ﷺ کے ناموں میں شمار کیا ہے۔

طٰہٰ ﷺ

یہ لفظ قرآن پاک کے حروفِ مقطعات میں سے ہے اور اہلِ علم نے اسے آپ ﷺ کے اسماء میں بھی شمار کیا ہے۔ جن میں قاضی عیاض بھی شامل ہیں۔ ابو یحییٰ تمیمی کی روایت میں ہے کہ طٰہٰ حضور ﷺ کا صفاتی نام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

طٰهٰ ۔ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۔

''طٰہٰ (اے محبوبِ مکرم!) ہم نے آپ پر قرآن (اس لیے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔''

قرآن کریم کسی اور پر نہیں بلکہ حضور ﷺ پر نازل ہوا، اس لیے طٰہٰ آپ ﷺ کا ہی نام ہے۔

شیخ روزبہان بقلی شیرازی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

طٰہٰ میں 'طا' سے مراد ہے کہ آپ ﷺ کا قلبِ انور ہر غیر (کی محبت و چاہت) سے پاک ہے۔ ''ھا'' سے مراد ہے کہ آپ ﷺ کا قلب اطہر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ (اسی مناسبت کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی زبان سے کلام کیا اور عبودیت کے تمام بوجھ آپ ﷺ کے لیے آسان اور خفیف بنا دیئے، کیونکہ آپ ﷺ کو ربوبیت کی سطوتوں کے بوجھ تلے رکھا گیا ہے۔

TAHA – Sura

علامہ اسماعیل حقی ''تفسیر روح البیان (۵:۳۶۱،۳۶۲)'' میں لکھتے ہیں:

عَلَيْكَ میں ضمیرِ خطاب اس مفہوم کی تائید کرتی ہے کہ طٰہٰ سے پہلے حرفِ ندا محذوف ہے۔ یہ اصل میں أي طٰه ہے جس کا معنی ہے: ''اے (پیارے) طٰہٰ!''

وہ مزید لکھتے ہیں:

طٰہٰ کے حروف کو الگ الگ کر کے اس کی مزید وضاحت یوں کی گئی ہے: 'طا' سے مراد ہے: طَالِبُ الشَّفَاعَةِ لِلنَّاسِ (لوگوں کے لیے شفاعت طلب کرنے والا)، اور 'ھا' سے مراد ہے: هَادِيُ الْبَشَرِ (تمام انسانوں کو ہدایت دینے والے)۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزِ محشر تمام لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے اور تمام جن و انس کو راہ ہدایت دکھلانے والے ہیں۔

طٰہٰ کا ایک اطلاق یوں بھی کیا گیا ہے:

'طا' سے مراد ہے: ''تمام گناہوں سے پاک وصاف''، اور 'ھا' سے مراد ہے: تمام غیوبات جاننے والی ذات کی معرفت کی طرف راہنمائی کرنے والے۔

اس معنی کی رو سے اس نام کا اطلاق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوں ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم عن الخطاء یعنی ہر طرح کی آلائشوں اور گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل مجدہٗ کی ذات کے معرفت کے لیے لوگوں کی رہنمائی بھی فرماتے ہیں۔

امام کاشفی نے طٰہٰ کا مفہوم یوں بیان کیا ہے:

''طٰہٰ کی 'طا' سے مراد ہے: طہارت دل اور ست از غیر حق تعالیٰ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب اطہر اللہ تعالیٰ کے غیر سے پاک محفوظ ہے۔''

طٰہٰ کی 'ھا' سے مراد ہے: ہدایت او بقرب حق (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت پر ہی قربِ حق ملتا ہے)۔''

بعض تفاسیر میں یہ بھی ہے کہ علم الاعداد کے مطابق 'طا' کا عدد نو (۹) ہے اور 'ھا' کا عدد پانچ (۵) ہے۔ ان دونوں کا مجموعہ چودہ (۱۴) بنتا ہے اور چاند کو مکمل ہو کر بدر بننے میں بھی چودہ (۱۴) دن لگتے ہیں۔ گویا یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت پیارے انداز میں یوں خطاب فرمایا:

''اے چودھویں کے چاند!''

چودھویں رات کے چاند کا اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبۂ جامعیت وکمالات کی طرف ہے۔

طَيِّبٌ صلی اللہ علیہ وسلم

طَيِّب بروزن سَيِّد ہے اور اس کا معنی ہے: 'پاک وعمدہ ہونا' اور (اس میں کوئی شک نہیں کہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ پاک کوئی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلبِ اطہر اتنا محفوظ ہے کہ اس سے خون کی تمام آلائشیں دور کر دی گئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اطہر پیکرِ اطاعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طیب ہونے کی تائید حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

''میں نے کبھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار کستوری یا عطر یا کوئی اور شے نہیں سونگھی۔''

عَاقِبْ ﷺ

ابوعبید قاسم بن سلام کہتے ہیں کہ میں نے ابن عیینہ سے 'عاقب' کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: (اس کا معنی ہے) تمام انبیاء سے آخری (نبی)۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میرے پانچ نام ہیں: میں محمد اور احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ رب کریم میرے توسط سے کفر (وشرک کے ہر نشان) کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ سب لوگ (قیامت کے روز) میرے قدموں ہی میں (اپنی قبروں سے اٹھا کر) جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب (سب نبیوں سے آخر میں آنے والا) ہوں۔''

امام مسلم کی روایت کردہ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں:

''اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں عاقب ہوں (اور) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ظَاهِرٌ ﷺ

ظاہر ظھور سے مشتق ہے جس کے معنی بلندی اور غلبہ کے ہیں۔ حضور ﷺ کا یہ اسم گرامی ابنِ دحیہ نے بیان کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کا ظہور تمام مظاہر پر غالب ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ ﷺ کا دین تمام ادیان پر غالب کر دیا گیا ہے، پس اس لحاظ سے آپ ﷺ ظہور کی تمام غایتوں سے بڑھ کر ظاہر ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ.

’’وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس (دین اسلام) کو سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی برا معلوم ہو۔‘‘

عَادِلٌ ﷺ

عادل عدل سے ہے، اور عدل کا معنی ہے:

’’کسی شے کو اُس کی مقررہ جگہ پر رکھنا۔‘‘

اس مفہوم کی روشنی میں عادل کا معنی ’اشیاء کو اُن کی مقررہ جگہ پر رکھنے والا‘ بنتا ہے، جبکہ عام طور پر اس کا معنی ’انصاف کرنے والا‘ کیا جاتا ہے۔

عادل کا معنی مستقیم بھی ہے یعنی اپنے فیصلے میں انصاف سے نہ ہٹنے والا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ.

’’اور فرما دیجئے کہ میں تو ہر کتاب پر جو اللہ نے اتاری ہے ایمان رکھتا ہوں اور مجھ کو اس کا حکم ہے کہ تمہارے درمیان (یا اپنے اور تمہارے درمیان اللہ کے حکم کے بموجب) انصاف کروں۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب آپ ﷺ کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

حلیمٌ رشیدٌ عادلٌ غیرُ طائش
یُوالی إلاھًا لیسَ عنه بغافِلِ

’’آپ ﷺ بردبار، ہدایت دینے والے، عدل فرمانے والے (اور) غصہ میں نہ آنے والے ہیں، (اور) اس اللہ سے محبت کرنے والے ہیں جو آپ ﷺ سے غافل نہیں ہے۔‘‘

عَبۡدُ اللهِ ﷺ

ابوزکریا بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پانچ نام قرآنِ مجید میں مذکور ہیں: محمد ﷺ، احمد ﷺ، عبداللہ ﷺ، طٰہٰ ﷺ اور یٰس ﷺ۔
اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں حضور ﷺ کا یہ نام یوں بیان کیا ہے:

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰهِ يَدۡعُوۡهُ كَادُوۡا يَكُوۡنُوۡنَ عَلَيۡهِ لِبَدًا ۔

''اور جب اللہ کے (محبوب اور کامل ترین) بندے (محمد ﷺ) اس کی عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں (اور قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں)
تو لوگ جوق در جوق اُن پر ہجوم کرنے لگتے ہیں۔''

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

فَاتِحٌ ﷺ

حضرت ابوطفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں۔ ان میں سے آٹھ نام حضرت ابوطفیلؓ کو یاد رہے جن میں سے ایک فاتح ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً مجھے فاتح اور آخری نبی بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔''

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''اُس (اللہ) نے مجھے فاتح اور آخری نبی بنایا ہے۔''

یہاں فاتح حاکم کے معنی میں ہے یا اُمت پر رحمت کے دروازے کھولنے کے مفہوم میں ہے۔ اس کا ایک اور مفہوم یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اُمت کے لیے معرفتِ حق اور ایمان باللہ کے راستے کھولنے والے ہیں۔

FATIH – Conqueror Opener

قَاسِمٌ ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں عطا کرتا ہوں نہ تم سے روکتا ہوں، میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، وہی کرتا ہوں جس کا حکم دیا جاتا ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''بیشک میں ہی تقسیم کرنے والا اور خزانہ رکھنے والا ہوں، جبکہ اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرمانے والا ہے۔''

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت مت رکھو، بے شک تقسیم کرنے والا میں ہوں۔''

یہی حدیث ان الفاظ سے بھی مذکور ہے:

''بیشک میں تمہارے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں۔''

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا ہے۔''

قُثَمُ ﷺ

اس سے مراد ہے: کمالات کا مجموعہ، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نیکیاں اور بھلائیاں اکٹھی کرنے والا قُثَم ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی آپ ﷺ کے اہلِ بیت اطہار کو معلوم اور ان میں معروف تھا۔ آپ ﷺ اپنی ذاتِ اقدس میں تمام کمالات اور خیر ہونے کے سبب قُثَم ہیں۔ ابن جوزی کا کہنا ہے قُثَم قثم سے ہے جس کا معنی ہے: عطا کرنا، اور تمام لوگوں سے زیادہ سخی شخص کو قُثَم کہتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو عطا کرنے کے منصب پر فائز فرمایا گیا ہے۔

ابن دِحیہ اس لفظ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے مادے میں دو معنی مضمر ہیں: ایک یہ کہ یہ قَثَم سے ہے جس کو عطاء (بخشش) کہا جاتا ہے، مثلاً: قَثَمَ لهٗ مِنَ العطاءِ (اس نے اُسے عطیہ دیا)۔ (اس تناظر میں دیکھا جائے تو) یہ حضور ﷺ کا اسم گرامی اس لیے رکھا گیا کہ آپ ﷺ مجسمۂ جود و سخا ہیں۔ اس لفظ کا دوسرا معنی ہے کہ 'جمع کرنا' جیسے نیکیاں اکٹھی کرنے والے شخص کو 'قثوم' اور 'قثم' کہا جاتا ہے، اور آپ ﷺ تو بہترین خصائل، فضائل اور مناقب کا مجموعہ (ہونے کے سبب اس نام کے سب سے زیادہ حقدار) ہیں۔

ابواسحاق حربی روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا: آپ قثم (کمالات کا مجموعہ) ہیں، اور آپ کا نفس مطمئنہ ہے۔''

QASIM – Distributor

قُرَشِیٌّ ﷺ

امام سیوطی نے حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ لقب ''الریاض الانیقہ فی شرح اسماء خیر الخلیقہ (ص: ۲۲۵)'' میں اور امام سخاوی نے ''القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع (ص: ۷۵)'' میں بیان کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام مبارک ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور اس کی نسبت آپ ﷺ کے قبیلہ قریش کی طرف ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نسباً قریشی ہاشمی ہیں۔

QURAISHI – From the Clan of Quraish

قَرِیْبٌ ﷺ

قریب کا معنی ہے: نزدیک۔ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کا صفاتی اسم بھی ''قریب'' ہے۔

واقعۂ معراج کے ضمن میں قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی۔

''پھر (اُس محبوبِ حقیقی سے) آپ قریب ہوئے پھر اور آگے بڑھے۔ پھر (یہاں تک بڑھے کہ) صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔''

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ سے مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔

''یہ نبی (ﷺ) ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔''

قَوِیٌّ ﷺ

یہ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے: بہت زیادہ قوت والا۔ قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ۔

''بیشک یہ (قرآن) بڑی عزت و بزرگی والے رسول کا (پڑھا ہوا) کلام ہے۔ جو (دعوتِ حق، تبلیغ رسالت اور روحانی استعداد میں) قوت و ہمت والے ہیں (اور) مالکِ عرش کے حضور بڑی قدر و منزلت (اور جاہ و عظمت) والے ہیں۔''

اس آیت میں جہاں جبرئیل امین مراد لیے گئے ہیں وہاں بہت سے ائمہ اور اکابر کے نزدیک **ذِيْ قُوَّةٍ** کے الفاظ سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس بھی مراد ہے۔

QARIB – Near

QAWI – Strong

کَامِلٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ مبارک نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اپنی خَلق اور خُلق دونوں میں کامل نمونہ ہیں۔ امام قسطلانی نے اس نام میں اضافہ کرتے ہوئے اسے **الكامل فى جميع الأمور** (اپنے تمام اُمور میں کامل) لکھا ہے۔

امام ابوصیریؒ نے کیا خوب کہا ہے:

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّفِيْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمٍ

''حضور نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے حسنِ صورت و حسنِ سیرت میں بڑھ گئے، اور کوئی (فردِ بشر) بھی علم اور کرم میں حضور ﷺ کے برابر نہیں۔''

کَرِیْمٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: بہت زیادہ بھلائی والا، جو انتہائی سخی ہو اور جس سے سخاوت میں کوئی نہ بڑھ سکے۔ اس کا معنی یہ بھی ہے کہ بھلائی اور بزرگی کی تمام اقسام کی جامع ہستی یا وہ ذات جس نے اپنے نفس کو بزرگی دی یعنی ہر طرح کی مخالف آلائشوں سے پاک کرلیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔

''بیشک یہ (قرآن) بڑی عزت و بزرگی والے رسول کا (پڑھا ہوا) کلام ہے۔''

اس آیت میں **رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ** سے مراد بعض کے نزدیک جبرئیل امین ہیں، مگر حقیقت یہ کہ اس کا اطلاق حضور ﷺ پر زیادہ اَصح اور اَقرب ہے، کیونکہ اس آیت کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔

''اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں (لیکن) تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔ اور یہ کسی کاہن کا (بھی) کلام نہیں (جس کو بعض جزوی باتوں کا کسی طرح علم ہو جاتا ہے لیکن اس کے علم کا کلامِ معجز نظام سے کیا تعلق) تم بہت کم دھیان دیتے ہو (ذرا غور کرتے تو اس کلام الٰہی کے متعلق ایسی غلط قیاس آرائیاں نہ کرتے۔''

مشرکینِ مکہ شاعر و کاہن ہونے کی تہمت حضرت جبریلؑ پر نہیں لگاتے تھے (بلکہ (معاذ اللہ) حضور نبی اکرم ﷺ پر لگاتے تھے)۔ لہٰذا متعین ہوگیا کہ یہاں رسول کریم سے مراد آپ ﷺ ہی کی ذاتِ اقدس ہے۔

حضرت اُم سلمہؓ بیان کرتی ہیں:

''حضور ﷺ بہت حیا والے بزرگ ہستی تھے۔''

KAMIL – Perfect

KARIM – Generous

كَلِيمُ اللهِ ﷺ

اس کا معنی ہے: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلام فرمانے والے۔'' حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ واقعہ معراج کے ضمن میں روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''پھر مجھے ساتوں آسمانوں کے اُوپر لے جایا گیا، جب میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آیا تو ایک نورانی اَبر نے مجھے ڈھانپ لیا، پس میں وہاں سجدہ میں گر گیا۔ مجھے کہا گیا: (اے حبیبِ مکرم!) میں نے جس دن سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اُسی دن سے آپ پر اور آپ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض کر دی تھیں۔ پس اب آپ اور آپ کی اُمت یہ قائم کریں۔''

مَأْمُونٌ ﷺ

یہ لفظ إِئْتِمان (امین بنانا) سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ جس سے مراد ہے ''محفوظ رکھنے کی درخواست کرنا۔'' یہ نام اُسے دیا جاتا ہے جس کی امانت و دیانت داری توثیق شدہ ہو، کیونکہ لوگوں کو اس سے کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا (اس لیے بلا جھجک اپنی امانتیں اُس کے سپرد کر دیتے ہیں)۔

چونکہ حضور ﷺ وہی کہتے ہیں جو آپ ﷺ کی طرف وحی کی جاتی ہے، پس اس لحاظ سے جو آپ ﷺ کو دیا جاتا ہے آپ ﷺ اُس پر امین ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک سخاوی نے ''القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع (ص: ۵۷)'' میں اور قسطلانی نے ''المواہب اللدنیہ (۲:۱۹)'' میں بیان کیا ہے۔ سیوطی کا کہنا ہے کہ ابن عربی، عزفی، ابن سید الناس اور ابن دحیہ وغیرہ نے آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک ذکر کیا ہے۔

مَاحِ ﷺ

شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی حضور نبی اکرم ﷺ کے اس اسم مبارک کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''حضور نبی اکرم ﷺ کا نام ماحی اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے وجودِ مسعود اور دعوت سے کفر کو اس سے زیادہ مٹائے گا جتنا کہ دوسرے پیغمبروں کی دعوت سے کفر کو مٹایا تھا۔''

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’میرے پانچ نام ہیں: میں محمد اور احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ رب کریم میرے توسط سے کفر (وشرک کے ہر نشان) کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ سب لوگ (قیامت کے روز) میرے قدموں ہی میں (اپنی قبروں سے اٹھا کر) جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب (سب نبیوں سے آخر میں آنے والا) ہوں۔‘‘

MAHI – He Who wipes out infidelity

مُبَشِّرٌ ﷺ

بشیر کے معنی میں ہے، یعنی خوش خبری دینے والے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ نام اس لیے دیا گیا کیونکہ آپ اطاعت گزاروں کو خوشخبری سنانے والے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا۔

’’ہم ہی نے آپ کو گواہ (بنا کر) اور خوشخبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔‘‘

حضور ﷺ شدید کرب میں مبتلا اہلِ محشر کو نجات کی خوشخبری سنائیں گے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

أنا مُبَشِّرُهم إذا أيسوا۔

’’(روزِ محشر) میں ہی خوشخبری دوں گا جب تمام لوگ یاس و نا اُمیدی (کے عذاب) میں مبتلا ہوں گے۔‘‘

مُبِيْنٌ ﷺ

اس اسمِ مبارک کا معنی ہے: ’’اشیاء کو کھول کر واضح کرنے والا‘‘۔ مبین اُسے بھی کہتے ہیں جس کا امر واضح ہو اور اُس کی رسالت اُس کا حال ظاہر کرے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَقُلْ إِنِّيْٓ أَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ۔

’’اور فرما دیجیے کہ بے شک (اب) میں ہی (عذابِ الٰہی کا) واضح و صریح ڈر سنانے والا ہوں۔‘‘

۲۔ قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَآ أَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔

’’فرما دیجیے: اے لوگو! میں تو محض تمہارے لیے (عذابِ الٰہی کا) واضح و صریح ڈر سنانے والا ہوں۔‘‘

۳۔ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ۔

’’یہاں تک کہ اُن کے پاس حق (یعنی قرآن) اور واضح طور سے بیان کرنے والے رسول آ پہنچے۔‘‘

مَتِيْنٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: نہایت مضبوط، اسی سے حَبْلٌ مَّتِيْنٌ (مضبوط رسی) ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم بھی ہے یعنی کہ قوی بادشاہ جس کی قدرت و اختیار کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو بے پناہ جسمانی قوت سے نوازا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جب ہم خندق کھود رہے تھے تو ایک سخت پتھر نکل آیا (جو کوشش کے باوجود نہیں ٹوٹ رہا تھا)۔ لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک بہت بڑا پتھر نکل آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں (خود خندق میں) اترتا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ اس حال میں کھڑے ہوئے کہ شکم مبارک سے پتھر باندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دن سے کچھ کھایا پیا نہ تھا۔ پس آپ ﷺ نے کدال لے کر اس پتھر پر ماری تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔‘‘

MUBASHIR – Bringer of Good News

Farooq
2.18

مُجۡتَبٰی ﷺ

مجتبیٰ اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے 'چنے ہوئے'۔ 'صحاح' میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو چن لیا ہے۔ قاضی عیاض اور امام سخاوی نے اسے حضور ﷺ کے ناموں میں شمار کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔

''لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے (غیب کے علم کے لیے) چن لیتا ہے۔''

مُجِیبٌ ﷺ

یہ أجاب (یُجِیبُ إجابَةً) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے قبول کرنے والا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال پر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہ مرثیہ پڑھا:

یا أبتاه ! أجاب ربًّا دعاه
یا أبتاه ! مَن جنةُ الفردوس مأواه
یا أبتاه ! إلی جبریل ننعاه

''اے ابا جان! آپ نے (اپنے) رب کا بلاوا قبول فرمایا۔ اے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں قیام پذیر ہیں۔ اے ابا جان! میں اس غم کی خبر جبریل علیہ السلام کو سناتی ہوں۔''

مُحَرِّمٌ ﷺ

اس سے مراد ہے: حرام قرار دینے والے۔ قرآنِ مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اس وصف سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

''اور اُن پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر ایمان نہ لانے والوں کی بابت فرمایا:

وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

''اور نہ اُن چیزوں کو حرام جانتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے۔''

اس اسم گرامی سے حضور ﷺ کا تشریعی اختیار ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے بہت سی ایسی چیزیں محض حضور ﷺ کے فرمان سے حرام ٹھہریں جن کی حرمت قرآنِ مجید میں نہیں آئی تھی مثلاً مردوں کے لیے ریشم، سونا پہننا وغیرہ۔

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ کا نے فرمایا:

MUJTABA – Elect

’’آ گاہ رہو! عنقریب ایک آدمی کے پاس میری حدیث پہنچے گی اور وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوا کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب (کافی) ہے، ہم جو چیز اس میں حلال پائیں گے اُسے حلال سمجھیں گے اور جو اس میں حرام پائیں گے اُسے حرام سمجھیں گے۔ حالانکہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جسے حرام قرار دیا وہ ویسا ہی ہے جیسے اللہ کا حرام کیا ہوا ہے۔‘‘

حضرت مقدام بن معدی کربؓ سے ہی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’آ گاہ رہو! مجھے کتابِ (قرآن) عطا کی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس جیسی اور بھی۔ خبردار رہو! عنقریب ایک پیٹ بھرا شخص اپنی مسند سے ٹیک لگائے ہوئے کہے گا: (لوگو!) صرف قرآن تمہارے لیے حکم کا درجہ رکھتا ہے، لہٰذا قرآن میں جسے حلال پاؤ اُسے حلال گردانو، اور جسے قرآن میں حرام پاؤ صرف اُسے حرام سمجھو۔ آ گاہ رہو! میں تمہارے لیے گھریلو گدھے کو حلال قرار نہیں دیتا اور نہ درندوں میں سے کسی کو اور نہ ذمی کے پڑے ہوئے مال کو (حرام قرار دیتا ہوں) مگر جب مالک اس کی ضرورت نہ سمجھے اور جو کسی قوم کے پاس اترے تو اس کی مہمان نوازی کرنا اُن لوگوں پر لازم ہے۔ اور اگر وہ اس کی مہمان نوازی نہ کریں تو اپنی مہمانی کے برابر اُن سے لینے کا اُسے حق حاصل ہے۔‘‘

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح خیبر کے موقع پر کچلی والے جانور، کھڑا کر کے نشانہ بنائے گئے جانور اور گھریلو گدھے حرام فرمایا۔‘‘

MUJIB – Complying, Replying

MUHARRAM – Forbidden, Immune

مُحِلِّ ﷺ

اس کا معنی ہے: حلال قرار دینے والا کہ جس کے حکم سے چیزوں کا استعمال شرعاً جائز ہوجائے۔ قرآنِ مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ۔

''اوران کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں۔''

حضور ﷺ نے مرد کے لیے ریشمی کپڑا پہننا حرام قرار دیا تھا، لیکن حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیرؓ کو عذر کے باعث ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اسی طرح قرآنِ مجید نے ہر مردار کو مطلقاً حرام قرار دیا تھا مگر آپ ﷺ نے مچھلی اور ٹڈی کو حلال فرما دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں:

''حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں جوئیں پڑنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں ریشم پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پس میں نے غزوات میں اُن دونوں کو ریشم پہنے دیکھا۔''

اَز روئے شریعت سونے کا زیور پہننا مرد کے لیے حرام ہے۔ اور یہ حکم بھی حضور ختمی مرتبت ﷺ کا عطا کردہ ہے جس کا ذکر ہم قرآنِ مجید میں نہیں پاتے، لیکن احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے سراقہ بن مالک کو کسریٰ ایران کے سونے کے کنگن پہننے کی خوشخبری دی۔

واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ مکہ سے سفرِ ہجرت پر روانہ ہوئے تو کفار و مشرکین مکہ نے اعلان کیا کہ جو کوئی (معاذ اللہ) آپ ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا اُسے سو سرخ اُونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے۔ انعام کے لالچ میں سراقہ نامی شخص آقائے دو جہاں ﷺ کی تلاش میں نکل پڑا اور گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوئے اُس پتھریلے راستے کی طرف جا نکلا جدھر آپ ﷺ اپنے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ گھوڑے کے قدموں کی چاپ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مڑ کر دیکھا تو ان کی نظر سراقہ پر پڑی اور وہ گھبرا گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! گھبراتے کیوں ہو؟ اُسے آنے دو۔ جب وہ قریب آیا تو حضور ﷺ نے پوچھا: سراقہ کس لیے آئے ہو؟ آپ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ سراقہ کا گھوڑا گھٹنوں سمیت پتھریلی زمین میں دھنس گیا۔ وہ چیخ اُٹھا: میں غریب آدمی ہوں، اس لیے لالچ میں آ گیا تھا، مجھے معاف کر دیں، میں آپ ﷺ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: سراقہ! تم اپنے آپ کو غریب کہتے ہو، حالانکہ میں تمہارے بازوؤں میں کسریٰ ایران کے سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔

روایت کے الفاظ ہیں:

''اور جب وہ رخصت ہونے لگا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے سراقہ! اُس وقت تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔''

بعض کتب میں یہ الفاظ منقول ہیں:

''تیری کیا شان ہوگی جب تو کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنے گا!''

اس بات کو کئی سال گزر گئے اور حضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں جب ایران فتح ہوا تو مسجد نبوی کے صحن میں مالِ غنیمت کے اَنبار لگ گئے۔ حضرت عمرؓ مال کے ڈھیر میں کوئی چیز تلاش کرتے نظر آئے تو صحابہ کرام علیہم نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! کیا تلاش کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: شاہِ ایران کے سونے کے کنگن تلاش کر رہا ہوں اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ سفرِ ہجرت کے دوران میں میرے آقا و مولا حضور نبی اکرم ﷺ نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ ایران کے سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ اب یہ نہیں ہوسکتا کہ آقا ﷺ کی زبانِ حق ترجماں سے نکلی ہوئی کوئی بات

غلط ہو جائے۔ مفتوحہ علاقے سے جو مال آیا ہے، اس میں یہ کنگن ضرور آئے ہوں گے۔ آپ یہ ذکر کر رہے تھے کہ ایک صحابی نے تین سونے کے کنگن نکال کر پیش کر دیئے۔ فاروق اعظمؓ نے سراقہ بن مالک کو طلب فرمایا اور انہیں اپنے ہاتھوں سے سونے کے وہ کنگن پہنائے، جو کسی بھی دوسرے مرد کے لیے حرام تھے۔

اس ضمن میں امام شافعی کا کہنا ہے:

''حضرت عمرؓ نے حضرت سراقہؓ کو وہ دونوں (کنگن) پہنائے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سراقہؓ سے فرمایا تھا: میں ان بازوؤں کو کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔''

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ حلال وحرام کے باب میں کسی چیز کو حلال وحرام قرار دینے کا اختیار بھی آقا ﷺ کو حاصل تھا۔ اب آپ ﷺ کے بعد یہ اختیار کوئی بروئے کار نہیں لاسکتا کہ کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دے سکے۔ اس سے یہ بات بھی اَظہر من الشّمس ہوگئی کہ جو بات زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے نکل گئی وہ حکم شریعت بن گئی۔

مَحْمُودٌ ﷺ

اس کا معنی ہے: جس کی تعریف کی جائے اور حضور ﷺ کے اَوصافِ حمیدہ کی کثرت کے سبب تعریف کی جاتی ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں:

فَأَصْبَحَ مَحْمُودًا إِلَى اللهِ رَاجِعًا
يَبْكِيهِ جفن الْمُرْسَلات وَ يَحْمَدُ

''آپ ﷺ اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹے کہ آپ ﷺ کی تعریف کی جا رہی تھی۔ فرشتے بھی آپ ﷺ پر رو رہے ہیں، اور آپ ﷺ کی تعریف کر رہے ہیں۔''

حضرت داوٗدؑ پر نازل کی گئی کتاب 'زبور' میں بھی آپ ﷺ کا یہ نام مذکور ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔

''یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود (یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمیٰ جہاں جملہ اولین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے) پر فائز فرمائے گا۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور آپ ﷺ کا مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہونا مقامِ شفاعت ہے اور یہ وہ عظیم مقام ہے جہاں اولین وآخرین آپ ﷺ کی تعریف کریں گے۔ امام خازن لکھتے ہیں کہ مقامِ محمود ہی مقامِ شفاعت ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جس پر اولین وآخرین آپ ﷺ کی توصیف کریں گے۔ امام سیوطی لکھتے ہیں کہ مقامِ محمود وہ مقام ہے جہاں اوّلین وآخرین حضور ﷺ کی ثنا بیان کریں گے اور وہ مقامِ شفاعت ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول: عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا اس سے مراد ہے کہ (روزِ محشر) حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھایا جائے گا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ محمود کا کیا معنی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھایا جائے گا، اور اس مقام پر بٹھا کر آپ ﷺ کی تعریف کی جائے گی تاکہ رفعت مقامِ مصطفیٰ (اور رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ) تمام مخلوق پر ثابت ہو۔

MAHMUD – Praised

مُدَّثِّر ﷺ

قرآن پاک میں حبیب خدا ﷺ کی اداؤں کا بھی ذکر ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔

''اے کپڑے میں لپٹنے والے۔''

یہ نام آپ ﷺ سے باری تعالیٰ کے تعلقِ حبی پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں غارِ حرا میں معتکف تھا، جب میں اعتکاف پورا کر چکا تو مجھے غیب سے ندا دی گئی۔ میں نے دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھا مگر کوئی ندا دینے والا نظر نہ آیا، پھر میں نے اپنا سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو (بھی) کچھ نظر آیا۔ پس میں (حضرت) خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور اوپر سے ٹھنڈا پانی ڈالو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔''

مُذَكِّر ﷺ

یہ تَذْكِرَةٌ (نصیحت وتبلیغ) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، اور اس کا معنی ہے تبلیغ ونصیحت کرنے والا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے حکم الٰہی ہے:

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ۔

''پس آپ نصیحت فرماتے رہے، آپ تو نصیحت ہی فرمانے والے ہیں۔''

مُرْتَضٰى ﷺ

اس کا معنی ہے: ''وہ بندہ جس سے اس کا مالک راضی ہو کر محبت کرنے لگے اور اُسے (اپنی عنایات کے لیے) چن لے۔'' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

''اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا:

''اے جبریل! (ہمارے حبیب) محمد (ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہو اور کہو: ہم آپ کو آپ کی امت کے متعلق راضی کر دیں گے اور آپ کو ناراض نہ کریں گے۔''

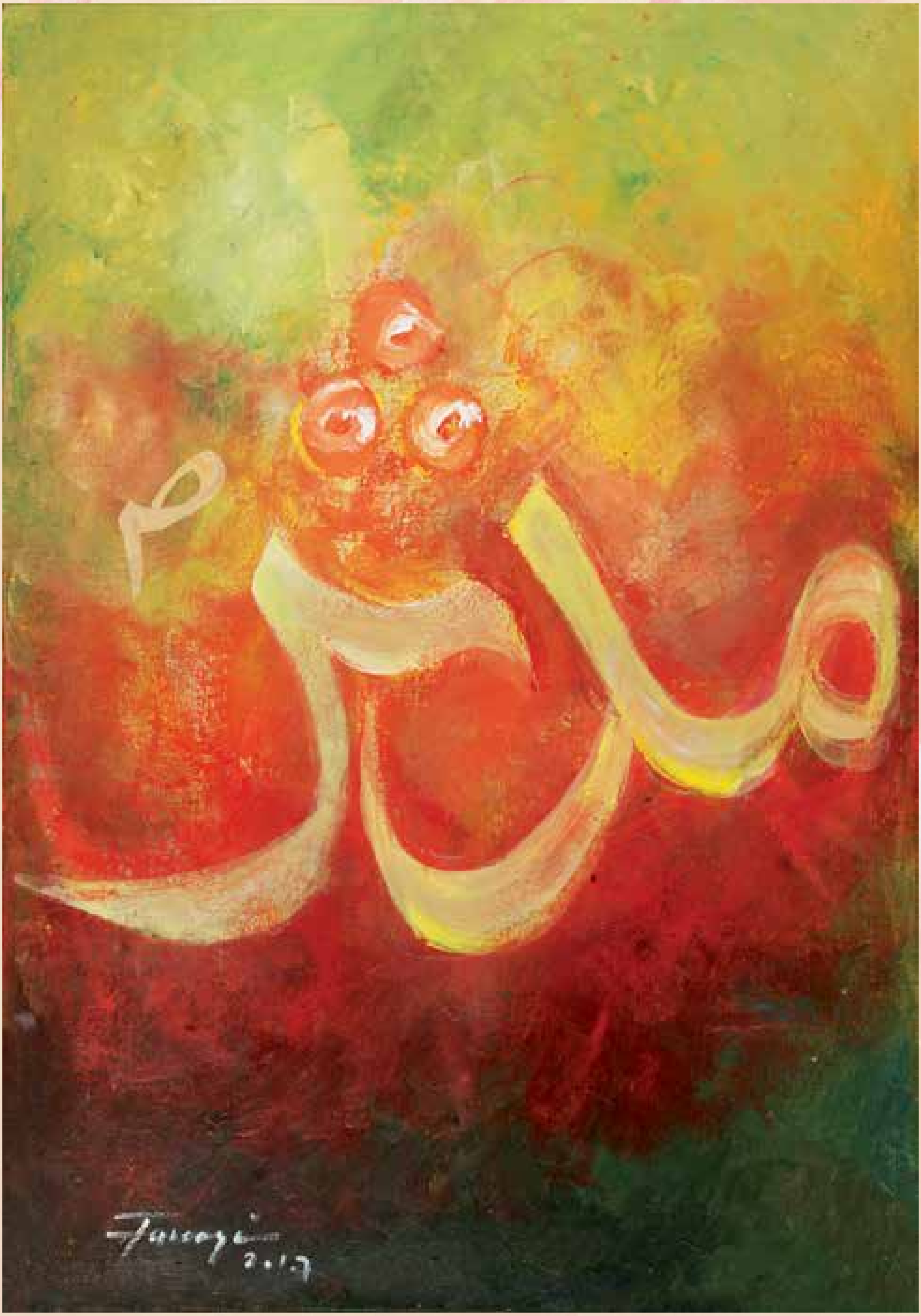

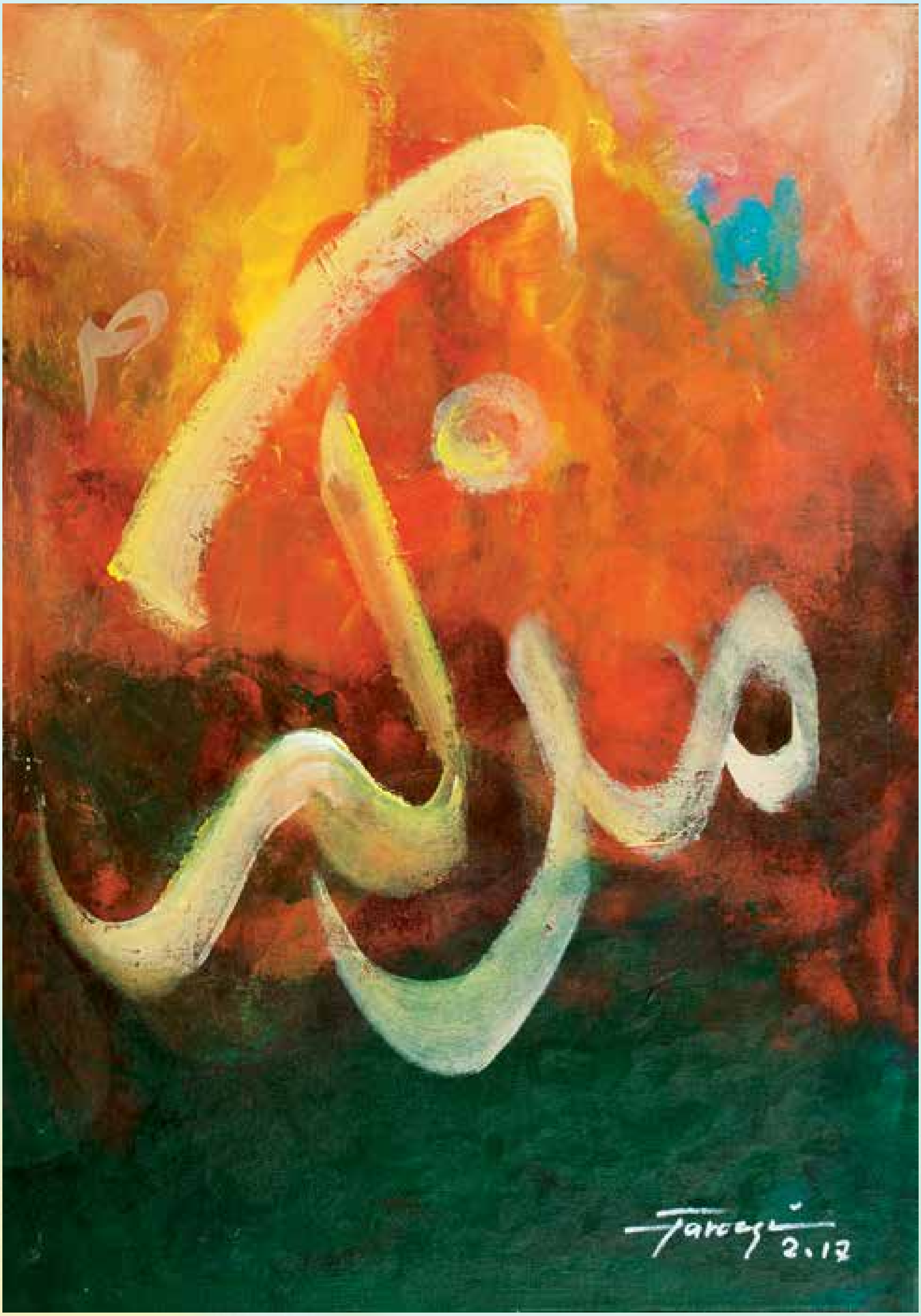

MUZAKIR – Who Makes Remember, Preacher

MURTAZA – Content

مُزَّمِّلٌ ﷺ

ماوردی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں میرے سات نام ذکر کیے ہیں: محمد، احمد، طٰہٰ، یٰسں، مزمل، مدثر اور عبداللہ۔'' قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اس نام سے یوں مخاطب فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔

''اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔''

ابراہیم نخعی روایت کرتے ہیں کہ یہ پیار بھرا نام اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس لیے دیا) کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ کملی اوڑھے ہوئے تھے۔

یہ نام بھی اللہ تعالیٰ کے آپ ﷺ سے تعلق حب پر دلالت کرتا ہے۔

مَشْهُوْدٌ ﷺ

یہ شَهِدَ یَشْهَدُ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے: ''وہ جس کے اوامر و نواہی کی شہادت دی جائے۔'' قرآن پاک میں فرمانِ اقدس ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۔

''اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کرلیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کرلیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ۔

''جو (اُس دن) حاضر ہوگا اُس کی قسم اور جو کچھ حاضر کیا جائے گا اس کی قسم۔''

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام شاہد ہوں گے اور حضور نبی اکرم ﷺ مشہود ہوں گے۔

NABI – Prophet
MUZZAMIL – Wrapped

MASHHUD – Witnessed

مِصْبَاحٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک امام قسطلانی نے ''المواہب اللدنیہ (۲:۲۰)'' میں بیان کیا ہے۔اس سے مراد ''چراغ'' اور ''ایک مشہور ستارہ'' ہے۔ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک اس لیے رکھا گیا کہ آپ ﷺ کی وجہ سے آفاق روشن ہوئے۔ حضرت شمر بن عطیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت کعب احبار کے پاس آئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان فِيهَا مِصْبَاحٌ کے بارے میں بتایا: "مصباح سے مراد حضرت محمد ﷺ کا قلب اطہر ہے۔"

مُصَدِّقٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی اس لیے رکھا گیا کہ حضرت جبرئیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی لے کر آئے آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت مبارکہ میں اس کی طرف اشارہ ہے:

وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

''اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کو سچا مانا وہی لوگ متقی ہیں۔''

اسی طرح ارشاد فرمایا گیا:

ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔

''پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے۔''

شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابتؓ حضور ﷺ کی مدح کرتے ہوئے آپ ﷺ کا یہ اسم یوں بیان فرماتے ہیں:

مُصَدِّقًا لِلنَّبِيِّيْنَ الْأُلٰى سَلَفُوا
وَ أَبْذَلَ النَّاسِ لِلْمَعْرُوْفِ لِلْجَادِي

''آپ ﷺ پہلے نبیوں کی تصدیق کرنے والے اور سخاوت میں سب انسانوں سے زیادہ سخی مشہور ہیں۔''

MISBAH – Lamp

MUSADDIQ – Who delcares for True

سیدنا مصطفیٰ ﷺ

(چنے گئے)

مصطفیٰ اسمائے رسالت مآب ﷺ میں چند معروف اسمائے پاک میں ایک ہے۔ یہ وہ نام ہے جس نے سیرت نگاروں کی تحریروں کو زیبائش عالیشان بخشی اور نعت گوؤں کی نعت کو زینت کمال عطا کی۔ لفظِ مصطفیٰ ﷺ کے معانی، چنا ہوا، پسند کیا ہوا اور برگزیدہ ہونے کے ہیں۔ جس عظمتوں کی عظمت کے پیدا ہونے سے ہزاروں سال پہلے رب العزت نے اپنی کتابوں میں اُن کے آنے کی نوید سنا دی ان جیسا چنا ہوا اور کون ہو سکتا ہے ہے کوئی نبی اور رسول جس پہ اُتری ہوئی کتاب کی حفاظت کا ذمہ اللہ پاک نے خود لیا ہو۔ ان سا چنیدہ کون ہو سکتا ہے۔ ہے کوئی جسے عرش معلیٰ پہ بلا کے مہمان نوازی کی گئی ہو ان سا چنیدہ کون ہو سکتا ہے مصطفیٰ کے دوسرے معانی پسند کیا ہوا کے ہیں وہ پسند کیوں نہیں آئیں گے جن کے قیام و سجود کو کوئی ثانی نہیں وہ پسندیدۂ بارگاہ الوہیت کیوں نہ ہوں جنہوں نے ایک لفظ اللہ کی مرضی کے بغیر نہ بولا ہو۔ وہ پسندیدہ بارگاہِ الوہیت کیوں نہ ہوں جن کا کہنا، کرنا، لینا دینا اور ہر تعلق صرف اللہ کے لیے ہو وہ پسندیدہ بارگاہ کیوں نہ ہوں جن کا شروع اللہ سے اور اختتام بھی اللہ پہ ہوتا ہو۔ وہ پسندیدہ بارگاہ کیوں نہ ہوں جن کا تقویٰ باقیوں کے تقوؤں کا پیغمبر ہو۔ وہ پسندیدہ بارگاہ کیوں نہ ہوں جن کا ہر حوالہ دوسروں سے کہیں اعلیٰ و بالا ہے وہ پسندیدہ بارگاہ کیوں نہ ہوں جو جنگ ہو یا صلح اللہ کی رضا کو اولیت دیتے تھے۔

مصطفیٰ ﷺ کے تیسرے معانی برگزیدہ کے ہیں اور اوصاف برگزیدگی کا باعث ہوتے ہیں اور وہ کون ہو گا جس کے اوصاف، اوصافِ مصطفیٰ ﷺ سے اعلیٰ و بالا ہوں گے۔ اگر علم برگزیدگی ہے تو کون ہے جو علم کا شہر تھے یعنی کاملیت علم کی کاملیت تھے۔ اگر سچائی برگزیدگی ہے تو خود سچائی برگزیدہ مصطفیٰ کی سچائی سے ہے۔ اگر تدبر برگزیدگی ہے تو اسلام کا عالمگیر ہونا تدبرِ مصطفیٰ ہی کا مرہون منت ہے اگر برگزیدگی اللہ کو راضی کرنا ہے تو جناب مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ اللہ کس پہ راضی ہوا ہو گا اگر برگزیدگی اعلیٰ اخلاق سے ہے تو کون ہے جن کی وجہ سے اخلاق اخلاق عالیہ ہو گئے ہوں۔ المختصر اللہ کے بعد اگر برگزیدگی کو کسی پہ ناز ہے تو وہ سیدنا مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

یہ اسم مبارک حضور ﷺ کے مشہور اسما میں سے ہے۔ اصطفاء صفوۃ سے ماخوذ ہے اور اصطفاء کا معنی چننا ہے اور صفوۃ کا معنی خلاصہ ہے امام مسلم نے حدیث روایت کی ہے جس میں ارشاد ہے۔

اللہ نے ابراہیمؑ کی اولاد سے حضرت اسماعیل کو چنا اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چنا۔

مُضَرِیٌّ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کے اس نام مقدس کی نسبت آپ ﷺ کے اجداد میں سے ایک جد مُضَر کی طرف ہے۔ حضرت یحییٰ بن جعدہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ ہم قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں بھی مضر (قبیلہ) سے (تعلق رکھتا) ہوں۔''

MUSTAFA – Elect

مُطاعٌ ﷺ

یہ طاعۃ مصدر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے: ''وہ ذات جس کی پیروی کی جائے۔'' ابن دِحیہ کا کہنا ہے کہ ایک جماعت...... جن میں حریری بھی شامل ہیں...... نے حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک درج ذیل آیت کے حوالے سے بیان کیا ہے:

مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ۔

''(تمام جہانوں کے لیے) واجب الاطاعت ہیں (کیونکہ ان کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے) امانت دار ہیں (وحی اور زمین و آسمان کے سب اُلوہی رازوں کے حامل ہیں)۔''

علاوہ ازیں قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا فرمایا ہے:

۱۔ **وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔**

''اور اللہ کی اور رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

۲۔ **وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔**

''اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

۳۔ **مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔**

''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔''

۴۔ **قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔**

''فرما دیجیے: تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔''

۵۔ **يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔**

''جس دن وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے (اس وقت وہ کہیں گے) کاش! ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور (اس کے) رسول کی فرماں برداری کی ہوتی (اُن کے کہنے پر چلتے تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا)۔''

مُطَهَّرٌ ﷺ

اگر اسے مُطَهِّرٌ پڑھیں تو اسم فاعل کا صیغہ بنے گا جس کا معنی ہوگا کہ حضور نبی اکرم ﷺ دوسروں کو شرک کی نجاست سے پاک کرنے والے ہیں۔ اگر اسے مُطَهَّرٌ پڑھیں تو اسم مفعول کا صیغہ ہوگا کیونکہ آپ ﷺ ذات اور معنی کے لحاظ سے ظاہری و باطنی طور پر مکمل طاہر و معصوم اور مصطفی و مزکی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ۔

''آپ اُن کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجیے کہ آپ اس صدقہ کے باعث اُنہیں (گناہوں سے) پاک فرما دیں اور اُنہیں (ایمان و مال کی پاکیزگی سے) برکت بخش دیں۔''

کتب احادیث میں ایسی روایات بکثرت ملتی ہیں کہ جب کوئی شخص گناہ کر بیٹھتا تو حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کر دیجیے، یا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک فرما دیں (طَهِّرْنِي أَوْ أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِيْ)۔

MUTAHHAR – Purified

مُطِیعٌ ﷺ

یہ طَوْعٌ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے: ''اپنے رب کا تابع فرمان''۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی طویل حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں یہ الفاظ ادا کیا کرتے تھے:

''اے رب! مجھے اپنی بہت ہی اطاعت کرنے والا بنا دے۔''

مَعْلُومٌ ﷺ

یہ عَلِمَ یَعْلَمُ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے: معروف یعنی جانا ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔

''اور کیا ان کے لیے (صداقتِ قرآن اور صداقتِ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) یہ دلیل (کافی) نہیں ہے کہ اُسے بنی اسرائیل کے علماء (بھی) جانتے ہیں۔''

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والمراد العدول منھم: الذین یعترفون بما في أیدیھم من صفة محمد ﷺ ومبعثه۔

''انصاف پسند علماء وہ ہیں جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آمد (کا ذکر) موجود ہے۔''

مُقْتَصِدٌ ﷺ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسم مبارک امام سخاوی اور امام قسطلانی نے بیان کیا ہے۔ یہ قَصْد مصدر سے باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنیٰ ہے:
''عدل کے راستے پر استقامت اختیار کرنے والا' یعنی میانہ روی رکھنے والا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔

''جو میانہ روی اختیار کرے گا وہ کبھی بھوکا نہ مرے گا۔''

چونکہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر کام میں میانہ روی اختیار فرماتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم بھی فرمایا، اس لیے اس نام کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے۔

MUTI – Obedient

MUQTASID – Adopting a Middle Course

MA'LUM – Well-Known

مُقفٍّ ﷺ

شمر کہتے ہیں کہ مُقفّی عاقب (آخری نبی) کے معنی میں ہے اور ابن اعرابی کا کہنا ہے کہ مقفی اسے کہتے ہیں جو نبیوں کی متابعت اختیار کرے (یعنی ان کے بعد آئے)۔ قاضی عیاض نے بھی اس کا معنی عاقب کیا ہے، جبکہ صالحی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہستی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو جیسے کہ عاقب۔

امام ذہبی نے ''سیر اَعلامُ النبلاء (۲۶:۱)'' میں روایت کیا ہے کہ مقفی وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمارے لیے اپنے کئی اسمائے گرامی بیان فرمائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور مقفی اور حاشر ہوں، اور نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔''

مُکَرَّمٌ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے ہاں تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہیں۔

حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام میں تھا تو عیسائیوں کے ایک راہب کے پاس آیا۔ میں نے اس کے سامنے بتوں کی پوجا اور یہودیت و نصرانیت سے بیزاری ظاہر کی تو اس نے مجھے کہا: اے مکی! میرے خیال میں تو (حضرت) ابراہیمؑ کے دین کا ارادہ رکھتا ہے، تو ایسا دین ڈھونڈ رہا ہے جو آج کل نہیں پایا جاتا۔ تو اپنے شہر میں چلا جا کیونکہ تیری قوم میں سے ایک نبی تیرے شہر میں مبعوث ہونے والا ہے:

''وہ (حضرت) ابراہیمؑ کا دین لائے گا اور وہ اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم ہوگا۔''

مُنْجٍ ﷺ

اس کا معنی ہے: اپنے پیروکاروں کو آگ سے نجات دلانے والا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ० تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ۔

''اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو (آخرت کے) دردناک عذاب سے بچالے۔ (سنو!) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔''

حضور ﷺ اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں:

وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔

''اور تم (دوزخ کی) آگ کے گڑھے کے کنارے پر (پہنچ چکے) تھے، پھر اُس نے تمہیں اس گڑھے سے بچالیا۔''

MUKARRAM – Honoured, Venerated

MUNJ – He Who saves delivers

مَنۡصُوۡرٌ ﷺ

یہ نصر (تائید) سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: ''وہ جس کی تائید کی گئی ہے۔''

امام قسطلانی نے ''المواہب اللدنیہ (۲:۲۰)'' میں اور امام سخاوی نے ''القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع (ص:۵۷)'' میں حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک ذکر کیا ہے۔

امام سیوطی ''الریاض الانیقہ فی شرح اسماء خیر الخلیقہ (ص:۲۴۵)'' میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک ابن دحیہ نے درج ذیل آیات سے اخذ کیا ہے:

۱۔ اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

''اگر تم اُن کی (یعنی رسول اللہ ﷺ کی غلبہ اسلام کی جدوجہد میں) مدد نہ کرو گے (تو کیا ہوا) سو بے شک اللہ نے ان کو (اس وقت بھی) مدد سے نوازا تھا جب کافروں نے انہیں (وطن مکہ سے) نکال دیا تھا درآں حالیکہ وہ دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جبکہ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غارِ (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق) سے فرما رہے تھے: غم زدہ نہ ہو، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

۲۔ مَنۡ كَانَ يَظُنُّ اَنۡ لَّنۡ يَّنۡصُرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ فَلۡيَمۡدُدۡ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لۡيَقۡطَعۡ۔

''جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ اپنے (محبوب و برگزیدہ) رسول کی دنیا و آخرت میں ہرگز مدد نہیں کرے گا، اُسے چاہیے کہ (گھر کی) چھت سے ایک رسی باندھ کر لٹک جائے پھر (خود کو) پھانسی دے لے۔''

مَوۡلٰی ﷺ

یہ لفظ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے اور اس کا اطلاق کثیر معانی پر ہوتا ہے، مثلاً: پالنے والا، مالک، سید، سردار، منعم (نعمتیں عطا کرنے والا)، معتق (آزاد کرنے والا)، ولی اور دوست، ناصر (مددگار)، محب (محبت کرنے والا)، تابع (پیروی کرنے والا)، جار (پڑوسی)، ابن العم (چچا زاد بھائی)، حلیف (ساتھی)، عقید (معاہدہ کرنے والا)، صہر (قرابت دار، داماد یا بہنوئی)، عبد (بندہ)، معتق (جسے آزاد کیا گیا) اور منعم علیہ (جس پر انعام کیا گیا)۔ ان میں سے اکثر معانی کا ذکر حدیث پاک میں ہے، اور مولیٰ کا لفظ جس کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس (مضاف الیہ) سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حدیث میں یہ لفظ کس معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اس اسم کے مصادر بھی مختلف ہیں: اگر واؤ کی زبر کے ساتھ ولایۃ (کو مصدر مانا جائے) تو معنی ہوگا کہ نسب میں ولایت، مددگار اور آزاد کرنے والا، اگر واؤ کی زیر کے ساتھ ولایۃ (کو مصدر مانا جائے) تو اس کا معنی امارت ہوگا اور اگر وَلاء (کو مصدر مانا جائے) تو معنی ہوگا کہ جسے آزاد کیا گیا اور (اسی سے) مُوالاۃ (ہے جس) کا معنی ہے کہ قوم کی مدد کرنا۔

حضور رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس میں یہ تمام معانی کسی نہ کسی لحاظ سے موجود ہیں۔ امام سیوطی ''الریاض الانیقہ فی شرح اسماء خیر الخلیقہ (ص:۲۵۷)'' میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے نام کے حوالے سے یہاں مولیٰ کا معنی سید، منعم، ناصر اور محب زیادہ مناسب ہے۔ ابن اثیر ''النہایہ فی غریب الحدیث والاثر (۵:۲۲۸)'' میں لکھتے ہیں کہ درج ذیل حدیث پاک میں لفظ مولا مذکورہ معانی میں سے اکثر پر محیط ہے:

''جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے۔''

MANSUR – Helped (by God), Victorious

حضرت مقدام کندیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں ہر مؤمن کا اس کی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں، لہٰذا جو کوئی قرضہ یا (نادار و مفلس) اہل و عیال چھوڑ کر (مرے) تو (اس کے ذمہ واجب الادا قرضے کی ادائیگی اور اس کے اہل و عیال کی کفالت) میری ذمہ داری ہے۔ اور جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے، اور جس کا کوئی والی (وارث) نہیں اس کا والی (وارث) میں ہوں، میں اس کے مال کا ترکہ لوں گا اور اس کے قیدیوں کو چھڑاؤں گا۔''

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے مولا ہیں جس کا کوئی مولا نہیں۔''

مَهْدِیٌّ ﷺ

مہدی وہ ہستی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حق کی ہدایت مرحمت فرمائی ہو۔ حضرت عمار بن یاسرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ایسا رہنما بنا جو ہدایت یافتہ ہو۔''

حضرت حسان بن ثابتؓ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد آپ ﷺ کی یاد میں کہتے ہیں:

جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِيِّ أَصْبَحَ ثَاوِيًا
يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى لَا تَبْعُدِ

''آنکھیں اشک بار ہیں اس ہدایت یافتہ ہستی پر جو وصال فرما گئی۔ اے اس کرۂ ارضی پر چلنے والے تمام لوگوں سے بہتر (اور تخلیق میں اول پیارے نبی!) آپ ﷺ ہم سب سے دور نہیں ہوئے۔''

نَاصِرٌ ﷺ

یہ نام ابنِ دحیہ نے ذکر کیا ہے، اور اس کا معنی بالکل واضح ہے، جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دین کی نصرت فرمائی اور اسلام کو عزت بخشی۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم مبارک امام سخاوی نے ''القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع (ص:۷۶)'' میں ذکر کیا ہے۔

نَاہٍ ﷺ

یہ نَہْیٌ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: ''کسی شے سے روکنے والا''، حضور نبی اکرم ﷺ کے اس منصب کی بابت اللہ تعالیٰ کا فرمانِ اقدس ہے:

۱۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

''اور جو کچھ رسول (ﷺ) تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمادیں اس سے رک جاؤ۔''

۲۔ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

''وہ انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں۔''

امام شرف الدین بوصیری نے ''قصیدہ بردہ شریف'' میں حضور ﷺ کے اس اسم کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِي فَلَا أَحَدٌ
أَبَرَّ فِي قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

''ہمارے (پیارے) نبی ﷺ (نیکی کا) حکم دینے والے اور (برائی سے) منع فرمانے والے ہیں۔ پس کوئی بھی 'نفی' یا 'اِثبات' کہنے میں آپ ﷺ سے زیادہ راست باز نہیں۔''

NASIR – Helper

NAHI – Safe

سیدنا نبی ﷺ

(خبر دینے والے)

عموماً نبی اور رسول کو اسم پاک نہیں سمجھا جاتا بلکہ ایک ایسا منصب سمجھا جاتا ہے جو کسی شخص کو اللہ پاک کی طرف سے عطا ہو۔ نبی آخر الزمان کا اسم پاک سیدنا نبی ﷺ بھی اللہ کی طرف سے اہم منصب یا اہم مقام ومرتبہ متصور کیا جاتا ہے حالانکہ یہ آپ ﷺ کا نام نامی ہے۔ سورہ الاحزاب آیت نمبر ۴۵ کے مطابق (اے نبی ہم نے آپ کو شاہد مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے)۔

نبوت کا بنیادی کام اللہ کے احکامات اُس کے بندوں تک پہنچانا ہے لوگ سیدھے راستے کو اپنا لیں اور اگر سیدھے راستے پہ چل رہے ہیں تو ان کے بھٹک جانے کا امکان خارج ہو جائے۔ ہر نبی نے اپنے منصب نبوت سے عدل کیا مگر ختمی مرتبت جناب احمد مجتبیٰ ﷺ نے جس اندازِ کمال سے اپنا کام سرانجام دیا۔ اس کی مثال نہیں ملتی کیونکہ ہر نبی اپنی قوم اور قبیلوں کے لیے ہوتا ہے سردار الانبیاء ﷺ پوری انسانیت کے لیے نبی ہیں۔ اور قیامت تک پیدا ہونے والوں کے لیے نبی رہیں گے۔ جتنی وسعت آپ ﷺ کے پیغام میں ہے اتنی وسعت آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ میں بھی ہے اس لیے آسانی کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سیدنا نبی ﷺ جیسا نہ کوئی تھا اور نہ ہوگا۔

نَبِيُّ التَّوْبَةِ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ کے بندے (سچے دل سے) توبہ کرتے ہیں تو اللہ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمارے لیے اپنے کئی اسمائے گرامی بیان فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور مقفی اور حاشر ہوں، اور نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔''

نَبِيُّ الرَّحْمَةِ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کو اپنی امت اور جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''بیشک میں (انسانیت) کی طرف بطور رحمت بھیجا گیا ہوں۔''

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض اسماء گرامی خود بیان فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور مقفی اور حاشر ہوں، اور نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔''

حضرت حسان بن ثابتؓ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفتِ مبارکہ یوں بیان کرتے ہیں:

بِاللهِ ! مَا حَمَلَتْ أُنْثَى وَلَا وَضَعَتْ
مِثْلَ النَّبِيِّ، نَبِيِّ الرَّحْمَةِ الْهَادِي

''اللہ کی قسم! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم...... جو ہدایت دینے والے (اور) نبی رحمت ہیں......اُن کی مثل کسی عورت نے حمل اُٹھایا نہ ہی جنا۔''

حضرت عثمان بن حنیفؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے (یعنی میری بینائی بحال کردے)۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں اسے مؤخر کرتا ہوں اور یہ (تاخیر) تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کردوں۔ اس نے عرض کیا: (آپ) اس (رب کائنات) سے (میرے حق میں) دعا فرما دیجیے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے وضو کرنے کا حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ اور پھر یہ دعا کر:

اَللّٰهُمَّ ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ لِتُقْضٰى، اَللّٰهُمَّ ! شَفِّعْهُ فِيَّ.

کریں گے: ہاں، اے رب! اب اللہ تعالیٰ اُن کی امت سے پوچھے گا: کیا نوح نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے: نہیں، ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت نوح سے فرمائے گا: کون تمہارے لیے گواہی دے گا؟ اس پر وہ عرض کریں گے: (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کی اُمت۔ پھر ہم گواہی دیں گے کہ انہوں نے پیغامِ (رسالت) پہنچا دیا تھا۔''

بعض روایات میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسی لیے اللہ تعالیٰ کا قول...... وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا (اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر اُمت بنایا)...... نازل ہوا۔

نَجِيُّ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نَجِيٌّ کا لغوی معنی ہے: سرگوشی کرنا اور راز کی بات کہنا۔ یہ واحد اور جمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا۔

''اور راز و نیاز کی باتیں کرنے کے لیے ہم نے انہیں قربتِ (خاص) سے نوازا۔''

۲۔ فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا۔

''پھر جب وہ یوسف سے مایوس ہو گئے تو علیحدگی میں (باہم) سرگوشی کرنے لگے۔''

اول الذکر آیت میں قَرَّبْنٰهُ کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے تو بعضوں نے کہا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کی تخصیص کیسے ممکن

رہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ وحی سرگوشی کی ایک صورت ہے،تو وحی کی جتنی صورتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہیں اتنی کسی اور پیغمبر کے لیےنہیں۔حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر بلا کر سرگوشی کی تو آپؑ نَجِيُّ اللّٰهِ کہلائے،جبکہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو أَوْ أَدْنٰی کے مقام پر فائز فرما کر سرگوشی کی اور اس کا ذکر خصوصی الفاظ میں یوں کیا:

فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَآ أَوْحٰى۔

''پھر (اللہ رب العزت نے بلاواسطہ) اپنے بندے کو جو وحی فرمانا تھی فرمائی (جو دینا تھا، دیا، جو فرمانا تھا فرمایا)۔''

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہی نَجِيُّ اللّٰهِ کا صحیح مصداق ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ بنی معاویہ کی مسجد کے پاس سے گزرے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں گئے اور دو رکعت نماز پڑھی،ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے طویل گفتگو کی (نَاجٰى رَبَّهٗ طويلا)۔

نَذِیرٌ ﷺ

یہ فعیلٌ کے وزن پر مُفْعِلِ کے معنی میں ہے اوراس کا معنی ہے: ڈرانے والا۔ ثعلب کا کہنا ہے کہ اس سے مراد رسول ہیں جبکہ اہلِ تفسیر کے ہاں نبی اکرم ﷺ نذیر ہیں۔ قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ عاصیوں وگنہگاروں کے لیے آپ ﷺ نذیر ہیں۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَقَدْ جَآءَ كُمْ بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ
''بلاشبہ تمہارے پاس (آخری) خوشخبری سنانے اورڈرانے والا (بھی) آ گیا ہے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس صفاتی نام ''نذیر'' سے بھی مخاطب فرمایا ہے:

۱۔ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِیْرٌ۔
''(اے رسولِ معظم!) آپ تو صرف ڈر سنانے والے ہیں (اُن کے قبول یا نہ قبول کرنے کی ذمہ داری آپ پر نہیں۔''

۲۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔
''بیشک ہم نے آپ کو (لوگوں کے احوال کا) گواہ اور (ان کو) خوشخبری سنانے والا اور (عواقب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کو بھی حکم فرمایا کہ لوگوں کو اپنی اس صفت سے آگاہ فرما دیں:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ۔
''(اے حبیبِ مکرم!) آپ فرما دیجیے: بیشک میں تمہارے لیے اس (اللہ) کی جانب سے ڈر سنانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔''

سیدنا نورٌ ﷺ

(نوروالے)

نور کے معنی روشنی کے ہیں اور وہ روشنی وہ ہے جو ہر چیز کو ہر چیز پہ ظاہر کر دیتی ہے اگر روشنی کا وجود نہ ہو تو بینائی کا وجود بھی عدم وجود سے زیادہ حثیت رکھتا۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی دنیا کو اللہ کی حقانیت کے نور سے روشن کیا۔ آپ ﷺ کی آمد نے انسانوں کو ضابطہ حیات دے کر خوش بختی کا نور بنا دیا۔ روشنی تجلی ضیاء اُجالا چمک رونق روپ اور جلالفظ نور کے معانی بھی ہیں اور مترادفات بھی بصیرت سے دیکھیں تو علم عقل کی روشنی بھی نور ہے۔ قرآن پاک کو بھی اللہ تعالیٰ نے نور ہی قرار دیا ہے۔ اور بعض کتب سابقہ کو بھی نور ہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ذکر اللہ پاک میں میں نے لکھا تھا اسم الٰہی نور کے معنی ہیں۔ روشنی کے۔ مگر قرآن پاک میں مختلف مقامات پر مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ سورہ نور کی ایک معروف آیت کا ترجمہ ہے۔ (اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے)۔

NAZIR – Warner

وَلِیٌّ ﷺ

یہ اسمِ مبارک قاضی عیاض نے نقل کیا ہے۔ اس سے مراد ''مدد کرنے والا، سرپرست یا متولی'' ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

''بیشک تمہارا مددگار اور دوست تو اللہ اور اس کا رسول ہی ہے۔''

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ترکہ چھوڑا تو وہ (اس کے) ورثاء کے لیے ہے، اور جس نے (بے سہارا) اہل وعیال یا قرضہ چھوڑا تو (اس کے اہل وعیال کی کفالت کی ذمہ داری) مجھ پر ہے اور (اس کا قرضہ) میری طرف (سے ادا) ہوگا، اور میں مومنین کا ولی ہوں۔''

اسی طرح حضرت مقدام بن معدی کربؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس کا کوئی ولی نہیں، اس کا میں ولی ہوں۔''

اور جس کے ولی سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، اس کے ولی مولائے کائنات حضرت علیؓ بھی ہیں۔ حضرت ابن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس کا میں ولی ہوں اس کا علی ولی ہے۔''

هَادٍ ﷺ

اس مبارک نام کا معنی ہے: ''ہدایت دینے والا''۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَآ أَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔

''(اے رسولِ مکرم!) آپ تو فقط (نافرمانوں کو انجام بد سے) ڈرانے والے اور (دنیا کی) ہر قوم کے لیے ہدایت بہم پہنچانے والے ہیں۔''

WALI – Friend

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے تو حضرت ابوبکرؓ سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے۔ حضرت ابوبکرؓ دیکھنے میں بوڑھے لگتے تھے اور حضور ﷺ جوان، اسی وجہ سے پہچانے نہ جاتے۔ راستے میں جب کوئی حضور ﷺ کے متعلق پوچھتا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے:

''یہ شخص مجھے راستہ بتلانے والا ہے۔''

حضرت ابوبکرؓ کے اس ذُومعنی جملے کا اصل مطلب یہ تھا کہ یہ میرے ہادی ہیں جو مجھے سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرماتے ہیں۔ حضرت انسؓ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ پوچھنے والے کے استفسار پر فرماتے:

''یہ میرے ہادی (یعنی مجھے راہِ ہدایت دکھانے والے) ہیں۔''

حضرت حسان بن ثابتؓ مدحتِ رسول ﷺ کرتے ہوئے ایک شعر میں آپ ﷺ کا یہ وصف یوں بیان کرتے ہیں:

تَاللّٰہِ! مَا حَمَلَتْ أُنثَىٰ وَلَا وَضَعَتْ
مِثْلَ الرَّسُوْلِ نَبِيِّ الْأُمَّةِ الْهَادِي

''اللہ کی قسم! ہمارے رسول ﷺ...... جو اُمت کو ہدایت دینے والے نبی ہیں...... کی مثل کسی عورت نے حمل اُٹھایا نہ ہی جنا۔''

هَاشِمِيٌّ ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کے اس لقب کی نسبت آپ ﷺ کے پڑدادا ہاشم بن عبد مناف کی طرف ہے۔ آپ ﷺ کا یہ لقب ابن دحیہ نے بیان کیا ہے اور ہاشم آپ ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلبؓ کے والد تھے۔ اُن کا نام عمرو تھا اور اُنہیں ہاشم اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ کھانے کے ٹکڑے کر کے ثرید بنا کر اپنی قوم کو کھلاتے تھے، جیسا کہ ابن زبعری نے کہا ہے:

عمرو العُلی هشم الثريد لقومه
قوم بمكة مسنتين عجاف
سنت إليه الرحلتان كلاهما
سفر الشتاء ورحلة الأصياف

''بلند رتبہ عمرو نے اپنی قوم کے لیے (کھانے کے) ٹکڑے کر کے ثرید بنائی جب کہ وہ قوم مکہ کی بے آب و گیاہ سرزمین میں رہتی ہے۔ (اُس کی اسی سخاوت کی وجہ سے) اس کی طرف گرمیوں اور سردیوں میں قافلے آتے جاتے ہیں۔''

HASHMI – Family of Hashim

یَتِیمٌ ﷺ

عام طور پر یتیم سے مراد وہ ہے جس کا والد بلوغت سے قبل فوت ہو جائے۔ یتیم کا ایک معنی منفرد اور یکتا بھی ہے، جیسے دُرِ یتیم اس موتی کو کہا جاتا ہے جو سیپ سے اکیلا نکلے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو منفرد اور بے مثال ہونے کے سبب بھی یتیم کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی یہ صفت رب ذوالجلال نے یوں بیان فرمائی:

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ.

''(اے حبیب!) کیا اُس نے آپ کو یتیم نہیں پایا، پھر اس نے (آپ کو معزز و مکرم) ٹھکانا دیا۔''

بعض مفسرین نے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس سے مراد آپ ﷺ کا خاندانِ قریش میں منفرد اور بے مثال ہونا ہے۔

علامہ آلوسی ''روح المعانی (۱۸۶:۳۰)'' میں لکھتے ہیں:

''زمخشری نے کہا ہے کہ یتیم سے مراد دُرِ یتیم ہے اور اس کا معنی ہوگا: کیا اس نے آپ کو قریش میں بے مثال نہیں پایا، پھر اس نے آپ کو معزز ٹھکانا دیا؟ بہتر یہ ہے کہ کہا جائے: کیا ہم نے آپ کو تمام مخلوق میں بے مثال نہیں پایا؟''

امام رازی نے بھی ''التفسیر الکبیر (۲۱۴:۳۱)'' میں یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ خازن نے لکھا ہے: ''کیا اس نے آپ کو قریش میں بے مثال نہیں پایا، پھر اس نے آپ کو معزز ٹھکانہ دیا اور نبوت سے آپ کی تائید کی اور آپ کو شرف و اکرام بخشا اور آپ کو رسالت کے لیے چن لیا؟''

علامہ اسماعیل حقی ''تفسیر روح البیان (۴۵۷:۱۰)'' میں لکھتے ہیں: ''کیا اس نے آپ کو دریتیم نہیں پایا؟ پھر اس نے آپ کو نبوت کی سیپی اور ولایت کے چراغ میں محفوظ کر دیا۔''

بس کہ غواص قدم در تک دریای عدم
غوطہ زد تا بکف آورد چنیں دُرِ یتیم

''جب تک غوطہ خور ایسے دریا کی گہرائی میں نہ جائے جس کی کوئی حد نہ ہو تب تک دُرِ یتیم نہیں پا سکتا۔''

قرطبی نے بھی یتیم کا معنی دُرِ یتیم کیا ہے۔ اس اعتبار سے آیت کا معنی ہوگا: اس نے آپ کو شرف و بزرگی میں بے مثال پایا تو ایسے اصحاب کے ذریعے آپ کی مدد فرمائی جو آپ کی حفاظت کرتے ہیں اور عقیدت و محبت سے آپ کے گرد دائرہ بنائے رکھتے ہیں۔

YATIM – Orphan

یٰسٓ ﷺ

یہ قرآنِ مجید کے حروف مقطعات میں سے ہے اور آجری نے اسے حضور نبی اکرم ﷺ کے اسمائے گرامی میں بیان کیا ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ یٰسٓ کا معنی ''اے انسان'' ہے اور اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ ہیں۔ بیہقی نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے اختلاف کیا ہے اور طہٰ و یٰسٓ کو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں شمار کیا ہے جبکہ بعض نے انہیں حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ سے منسوب کیا ہے۔

امام ذہبی نے ''سیر اَعلام النبلاء (۱۰: ۲۴)'' میں روایت کیا ہے کہ ''یٰسٓ'' سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

ابو سعود نے اپنی تفسیر ''ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم (۷: ۱۵۸)'' میں لکھا ہے کہ قبیلہ طے کی لُغت میں یٰسٓ کا معنی ''اے انسان'' ہے، اور وہ کہتے ہیں: یٰسٓ سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ ہیں۔

فیروز آبادی نے ''تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس (ص: ۳۶۹)'' میں کہا ہے سریانی زبان میں کسی انسان کو پکارنے کے لیے یٰسٓ کہا جاتا ہے۔

رازی نے ''التفسیر الکبیر (۲۶: ۴۰)'' میں کہا ہے کہ یٰسٓ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے، جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ''التفسیر المظہری (۸: ۷۰، ۷۱)'' میں ابوبکر وراق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یٰسٓ کا معنی یَا سَیِّدَ الْبَشَر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو یَا سَیِّدَ الْبَشَر کہہ کر پکارا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

> بعضوں کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یٰسٓ بھی حضور ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام ہے، اور ابن جبیر کا یہی کہنا ہے۔ سید حمیری کا قول ہے:
>
> یا نفس! لا تمحضی بالوُدِّ جاهدةً
>
> علی المودةِ إلا آل یا سینا
>
> ''اے نفس! تو آلِ یاسین کو چھوڑ کر کسی اور سے خالص محبت ودوستی کی کوشش نہ کر۔''
>
> ''حضور ﷺ کا ان دو جلیل حرفوں سے نام رکھنے میں اہلِ معرفت کے لیے بہت بڑا راز ہے۔''

یٰسٓ کی تفسیر میں اسماعیل حقی ''تفسیر روح البیان (۷: ۳۶۴، ۳۶۵)'' میں لکھتے ہیں:

> ''بہت سے مفسرین جن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ یٰسٓ کا معنی ہے: یا انسان۔ یہ لفظ بنو تمیم کی لغت میں ہے۔ اس سے حضور نبی اکرم ﷺ مراد ہیں۔ اس کے بارے میں یہ خیال ہے کہ یہ انسان کی تصغیر 'انیسین' ہے۔ اور تصغیر کبھی پیار کے اظہار کے لیے بھی آتی ہے اور کبھی اس سے مراد تعظیم ہوتی ہے۔ اس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی اہانت نہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو پیار سے خطاب فرما رہا ہے، اور وہ جو کہتا اور کرتا ہے وہی بہتر واعلیٰ اور برتر ہے۔ اس کے کاموں میں ہزاروں حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔
>
> ''اس اعتبار سے یٰسٓ میں یا ندائیہ ہے اور سین انیسین کا ایک حصہ ہے۔ اہل عرب کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ بار بار پکارنے کے لیے حرفِ نداء حذف کر کے منادی کے بعض الفاظ پر اکتفاء کرتے ہیں، جیسے قسم میں بعض الفاظ مراد لیتے ہیں۔ مثلاً ایمن اللہ میں من اللہ کہتے ہیں۔''

ابن حنفیہ نے کہا ہے کہ یٰسٓ کا معنی یَا مُحَمَّد (ﷺ) ہے، جیسا کہ اگلی آیت مبارکہ میں ہے:

YA'SIN – Sura (36:1)

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔

''بیشک آپ (اللہ کے) پیغمبروں میں سے ہیں۔''

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سات نام رکھے ہیں: محمد، احمد، طٰہٰ، یٰسٓ، مزمل، مدثر اور عبداللہ۔''

اس تفسیر کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اہل بیت اَطہار کو بھی آلِ یٰسٓ کہہ کر پکارا جاتا ہے:

سَلَامٌ عَلٰی آلِ طٰہٰ وَ یٰسٓ
سَلَامٌ عَلٰی آلِ خیرَ النَّبِیّین

(آلِ طٰہٰ، آلِ یٰسٓ اور خیر الانبیاء ﷺ پر سلام ہو۔)

للہ در کمو یا آل یا سینا

(اے آلِ یاسین! تمہاری کیا شان ہے!)

حضور نبی اکرم ﷺ کی کنیتیں

ابن اثیر نے اپنی کتاب 'مرصع' میں لکھا ہے کہ کنیت کنایہ سے ہے اور کنایہ کا مطلب ہے کہ ایک شے بول کر دوسری شے مراد لینا۔ کنیت عزت واحترام کے سبب رکھی جاتی ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے:

أکنیه حین أنادیه لأکرمه
ولا ألقبه و السوأة اللقبا

''جب میں نے اُسے تکریماً پکارا تو اس کی کنیت رکھی، میں نے اُسے لقب نہیں دیا کیونکہ لقب برے بھی ہوتے ہیں۔''

لقب کسی خوبی یا برائی پر رکھا جاتا ہے، جب کہ انسان اپنی کنیت ماں، باپ یا اولاد کے نام پر رکھتا ہے۔ جیسے ابوالحسن، اُم ایمن، ابن عمر وغیرہ۔

عرب کنیت اس لیے رکھتے تھے کہ جب ان کے ہاں پہلا بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس میں پائی جانے والی بزرگی وشرافت کی علامت پر کنیت رکھ لیتے۔

بعض علماء نے حضور نبی اکرم ﷺ کی چار (۴) کنیتیں اور بعض نے تین (۳) بیان کی ہیں، جیسا کہ ہم نے ابتدائیہ میں ذکر کیا تھا۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ

یہ حضور ﷺ کی سب سے زیادہ مشہور کنیت ہے، کیونکہ حضرت قاسم ﷺ آپ ﷺ کی پہلی اولاد تھے۔

امام محمد بن یوسف کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ کی کنیت ''ابو القاسم'' پر تمام اہلِ سیرت کا اتفاق ہے۔ آپ ﷺ کی کنیت ابو القاسم اس لیے رکھی گئی کہ قاسمؓ آپ ﷺ کے بیٹے تھے اور وہی سب سے پہلے فوت ہوئے۔

عزفی اور وزیر ابوالحسن بن سلام بن عبداللہ باہلی نے ''الذخائر الاعلاق فی آداب النفوس ومکارم الاخلاق'' میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ روزِ قیامت اہل جنت کے درمیان جنت تقسیم فرمائیں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تسموا باسمي ولا تكنُّوا بكُنيتي، فإني أنا أبو القاسم، أقسم بينكم۔

''میرے نام پر (اپنا) نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت مت رکھو، کیونکہ ابوالقاسم میں ہی ہوں (شانِ قاسمیت میں کوئی میرا ثانی نہیں)، میں ہی تمہارے مابین تقسیم کرتا ہوں۔''

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بقیع میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو ''یا أبا القاسم'' کہہ کر آواز دی تو حضور ﷺ اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے آپ کو نہیں پکارا، میں نے فلاں شخص کو پکارا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''میرا نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو۔''

اس حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں بعض علماء وائمہ نے حضور ﷺ کی کنیت اپنانے سے ممانعت کا حکم آپ ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص کیا ہے، جب کہ بعض کے نزدیک ظاہرِ حدیث ممانعت کا حکم مطلق رکھتی ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ ممانعت اس لیے تھی کہ منافقین اور استہزاء کرنے والے حضور ﷺ کو اس کنیت سے پکارتے اور جب آپ ﷺ توجہ فرماتے تو وہ کہتے کہ ہم نے آپ کو نہیں پکارا۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنی کنیت رکھنے سے منع فرما دیا۔

امام سیوطی کا کہنا ہے کہ کنیت رکھنے کی ممانعت کا حکم آپ ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے ساتھ خاص تھا، جو کہ اب نہیں رہا۔

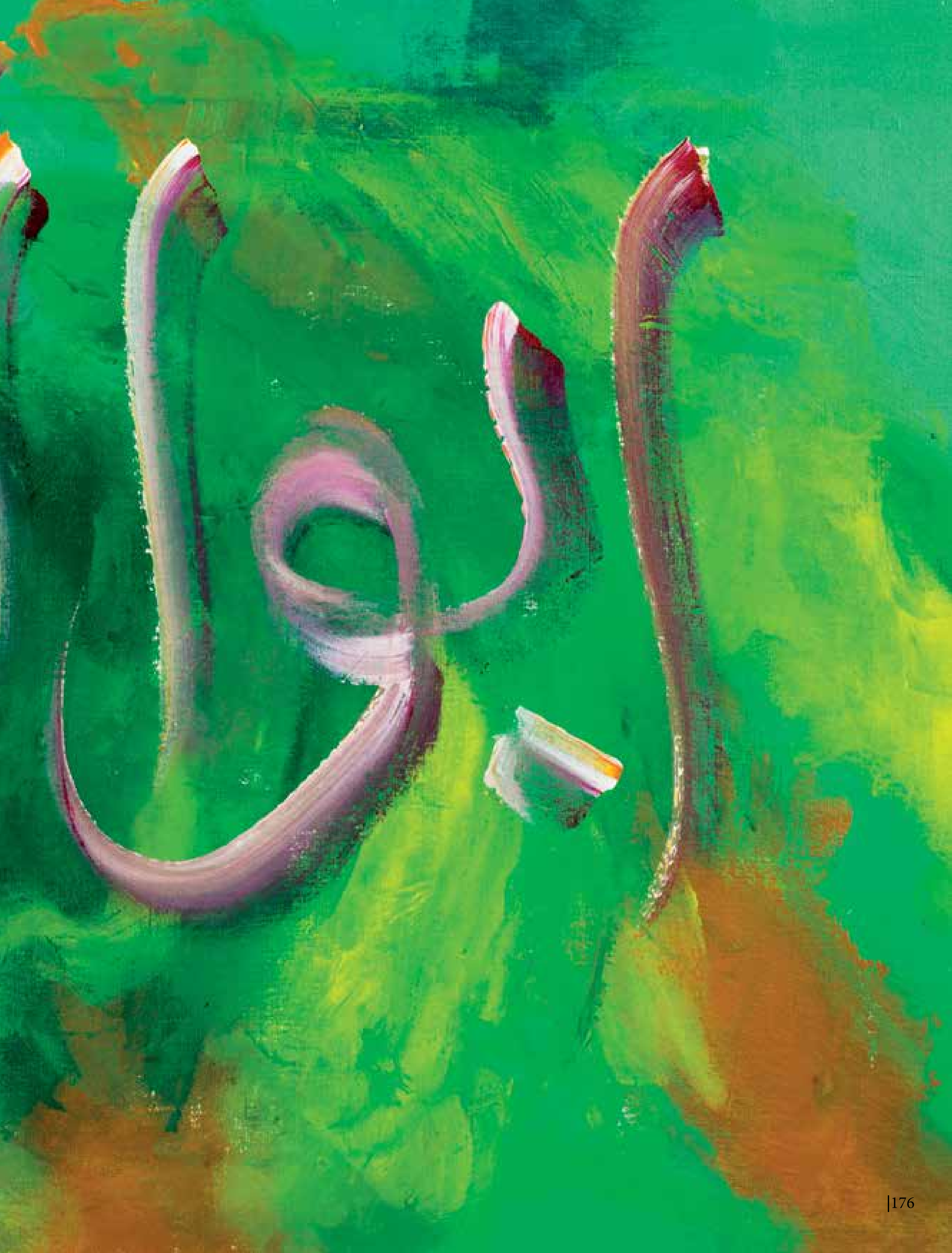

اَبُو اِبْرَاهِيمَ ﷺ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ کے بیٹے ابراہیمؑ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس جبریلؑ آئے اور کہا:

''اے ابوابراہیم! آپ پر سلامتی ہو۔''

اَبُو الْاَرَامِلِ ﷺ

أَرَامِل جمع ہے أَرْمَلَة (بیوہ) کی۔ أَرْمَلَة غریب کو کہتے ہیں خواہ بظاہر غنی ہو، جب کہ علامہ ازہری کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ أَرمَل کا اطلاق فقیر پر بھی ہوتا ہے، اس لیے اس سے مراد ''فقراء'' بھی ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ کی یہ کنیت..... أَبُو الارامل (بیواؤں کے باپ)...... ''تورات'' میں مذکور ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی یہ کنیت ابن دحیہ نے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسے ''الذخائر والاعلاق (فی آداب النفوس ومکارم الاخلاق)'' کے مصنف (ابوالحسن سلام بن عبداللہ باہلی) نے لکھا ہے۔

یحییٰ بن عقیل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''حضور نبی اکرم ﷺ کثرت سے ذکر کرنے والے، بیہودہ باتوں سے پرہیز کرانے والے اور نماز طویل جب کہ خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے۔ اور بوڑھی عورتوں اور مسکینوں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے اور ان کی حاجت روائی فرماتے تھے۔''

حضرت ابوطالب حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں فرماتے ہیں:

وَ أَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

''وہ روشن چہرہ والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے فریاد رس ہیں۔''

اَبُو الْمُؤْمِنِيْنَ ﷺ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔

''یہ نبی (ﷺ) ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔''

حضرت ابی بن کعبؓ نے اس آیت مبارکہ کے ساتھ یہ الفاظ بھی پڑھے ہیں

وَهُوَ أَبٌ لَّهُمْ۔

''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے باپ ہیں۔''

اس سے مراد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمت پر شفقت، مہربانی اور محبت کرنے میں باپ کی مانند ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس حوالہ سے لکھتے ہیں:

''اور حضرت اُبی بن کعب کی قراءت میں ہے: ''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیویاں اُن کی (اُمت کی) مائیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے باپ ہیں۔'' یہاں باپ سے مراد دین میں روحانی باپ ہے کیونکہ ہر نبی اپنی اُمت کا (روحانی) باپ ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ وہ حیاتِ ابدی بخشنے والی چیز کی اصل ہوتا ہے، اسی لیے تمام مؤمنین (آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ابوداؤد کی بیان کردہ روایت میں بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ کے الفاظ ہیں۔

''میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں۔ میں تمہیں سکھاتا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کے لیے جائے تو اپنا منہ قبلہ کی جانب کرے نہ پیٹھ، اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے۔''

HAMID – Praising

MUHAMMAD – Highly Praised

Farooqi
2020

AZIZ – Noble, Dear

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
در حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفےٰ پنہاں بگیر

(اقبال)

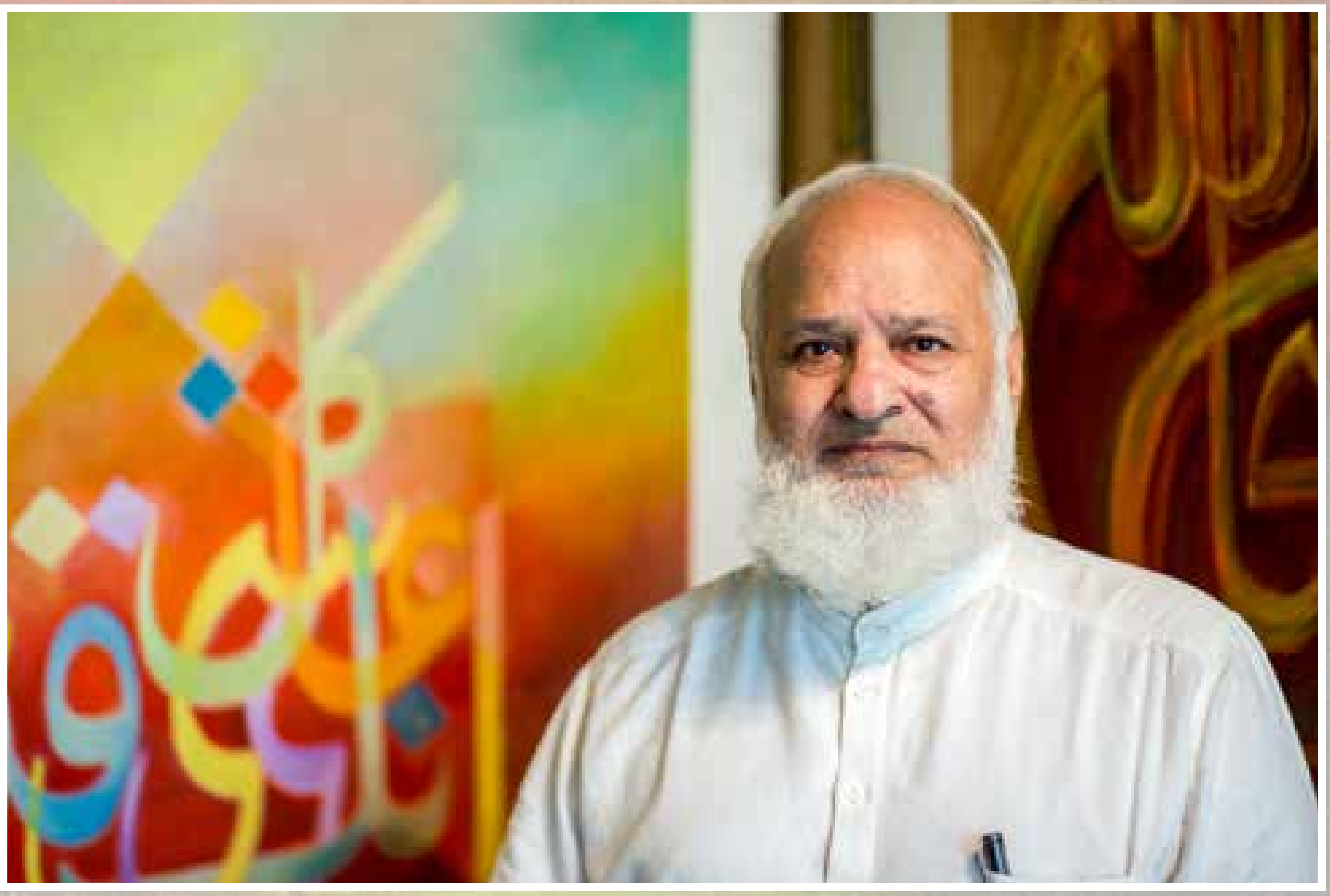

Prof. Dr. MUHAMMAD SHAFIQUE FAROOQI

Pride of Performance

Prof. Dr. Shafique Farooqi born in 1942 in Sialkot, Pakistan. He had done his Master from Istanbul University, Prof. Dr. Muhammad Shafique Farooqi got Honorary Doctorate Degree from Royal American University in Spiritual Arts. In his 65 years of his art career he has done more than 13,000 art pieces and 107 Solo shows in USA, England, Saudi Arabia, Egypt, Germany, Sudan, France, Canada, Holland, Turkey and Pakistan. He has mastered the arts of Freehand Sketches Calligraphy, Landscape, Watercolor, Etching, Symbolic art, ceramic art, Symbiosis concept of art (Journey of Line) and Spiritual art (Whirling Dervishes), Mr. Shafique Farooqi was conferred with President (of Pakistan) Pride of Performance, in recognition of his meritorious contribution to the field of arts in 2021.

1942	Born and basic education in Sialkot, Pakistan
1966	Diploma in Graphic Arts (PTT Lahore Pakistan)
1968	Certificate in Drawing and Paintings (NCA Lahore Pakistan)
1997	Master in Fine Arts (Istanbul Technical University, Turkey)

Apprenticeship with Senior Artists

1960	Munshi Muhammad Hussain, Calligrapher, Lahore
1962	Muhammad Ashraf, Artist, Lahore at his studio
1965	Ustad Allah Bakhsh
1965	Ustad Rafique Qureshi, Art Editor in Kohistan News Paper
1965	Attended Art Classes at Alhamra Art Academy, Lahore, Pakistan
1982	Prof. Anna Molka Ahmed, Lahore, Pakistan
1985	Artist Harry L. Johnson, Washington DC, USA
1990	Etching Printmaking Workshop, Memar Senan University, Istanbul

1991	Prof. Namik Denizhan, (Sculpture), Istanbul
1994	On Job Training as Project Director on Vocational Education for Disable Persons, by SWOZ, Holland
1998	Tyfur Sanliman Huca on Spiritual Art, Istanbul

STUDY VISITS ABROAD

1	The Holy Cities of Mekkah and Madina
2	The National Art Museum, Bonn, Germany
3	The National Art Museum, Cologne, Germany
4	The Top Kapi Palace, National Art Museum, Press Museum, Istanbul, Turkey
5	The Dolmabahce Saray and Chiraghan Saray Museum, Istanbul, Turkey
6	The National Art Museum, Ankara, Turkey
7	The Historical Places in Kapa Docia,Turkey
8	The National Museum of Heritage, Sharjah, UAE
9	The National Art Museum and Old Pyramids in Cairo, Egypt
10	The Petra (Archaic Ruins), Jordan
11	The National Art Museum and Smithsonian Institution, Washington, USA
12	The Tate Art Gallery and National Art Museum, London, UK
13	The National Art Museum, Rembrandt Art Museum and Madame Tussauds Museum in Amsterdam, Holland
14	The National Art Museum, Rotterdam, Holland
15	The Lalit Kala Academi, Dehli, India

JOBS EXPERIENCE

1965-75	Graphic Artist, IER, Punjab University, Lahore, Pakistan
1971-72	Audio Visual Aids Officer, NIPA, Lahore, Pakistan
1975-80	Audio Visual Aids Officer, Pakistan Administrative Staff College, Lahore
1980-82	Audio Visual Aids and Publications Officer, Civil Services Academy, Lahore, Pakistan
1982-90	Advisor for Vocational Training, Fountain House, Lahore, Pakistan
1991-99	Project Director, Family Support Program for Special Children, Istanbul
2001-04	Faculty Member of Ajman University of Science and Technology, Interior Design Department (UAE)
2005 till date	Established a Studio, as Dervish Gah/ Farooqi Art Studio in Siddique Trade Center, Lahore, Pakistan
2019 till date	Working as Director in Islamic Art and craft department in Minhaj University, Lahore

Exhibitions

Shafique Farooqi did his first solo exhibition in 1975 in Alhamra art gallery Lahore inaugurated by Ustad Allah Bakhsh. To date he has done 107 Solo and group shows in the USA, England, Saudi Arabia, Egypt, Germany, Sudan, France, Canada, Holland, Turkey, Holland and Pakistan.

1965	Youth Center, WPYM, Fazal Building, Cooper Road Lahore
1966	Punjab University, IER, New Campus Lahore
1975	Alhamra Art Gallery, Lahore
1978	Punjab Council of the Arts, Lahore
1979	Pakistan Administrative Staff College, Lahore
	Jamia Arabia Gujranwala
	Lahore Museum
	Art Council of Pakistan, Karachi
1980	Lahore Museum
	National Arts Gallery, Islamabad
	Painting of Afghan Movement at Quetta
	Painting of Afghan Movement at Mardan
	Painting of Afghan Movement at Peshawar
	Painting of Afghan Movement at Lahore

	King Edward Medical Collage, Lahore
	Lahore Museum, Paintings on Palestine Movement
1981	Abasian Arts Council, Peshawar
	Punjab Arts Council, Lahore
	Galerie Jamal, Frankfurt, Germany
	Is Bank Ankara, Turkey
1982	Alhamra Art Gallery, Lahore
	Art Council of Pakistan, Karachi
	Sindh Museum, Hyderabad
	Jamia Arabia Gujranwala
	Iqbal Library, Murree
	Punjab Arts Council, Lahore
	Punjab Arts Council, Garhi Shah, Lahore
	Arts Council, Sargodha
	Shakir Ali Museum, Lahore
1983	Dilsom Hotel Gallery, Istanbul, Turkey
	Tunisstrasse Art Gallery Cologne, Germany
	Gallery Gilbach Stre, Koln, Germany
	Asian Center, Manchester, England
1984	Fatima Memorial Hospital Auditorium, Lahore
	PUCAR Hall, Lahore
1985	Alhamra Art Gallery, Lahore
	Gallery Franciois, Washington DC, USA
	Islamic Center, Washington DC, USA
	Wallance Art Gallery, Washington DC, USA
	Washington D.C. Convention Centre, Washington, USA
	Hilton Hotel, Lahore
1986	Jinnah Hall, Lahore
1987	Alhamra Art Gallery, Lahore
	National Arts Gallery, Islamabad
	UBL School of banking, Islamabad
	Al- Maadi Art Gallery, Cairo, Egypt
	Pak German Culture Center, Lahore
1988	Original Arts Gallery, Islamabad.
	Gulhane art Festival, Istanbul, Turkey
	Ortakoy Culture Merkez, Istanbul, Turkey
	Cizgi Arts Gallery Ortakoy, Istanbul, Turkey
	Pak German Culture Center, Lahore
1989	Gulhane art Festival, Istanbul, Turkey
	Arab Security Center, Riyadh, Saudi Arabia
	Tahira Security Center, Riyadh, Saudi Arabia
	Shirka Domain's Club Riyadh, Saudi Arabia
	Press Museum(Basin Muzesi), Istanbul, Turkey
	Center of Islamic history of Arts, Istanbul, Turkey
	Gallery Goethe Institute, Lahore
1990	Shaikh Zaid Hospital, Lahore
	Arts Council of Pakistan, Karachi
	Gizri Line, Defence, Karachi
	Fountain house Art Festival, Lahore
	Gulhane art Festival, Istanbul, Turkey
	Yesilgurt Sport Club Art Gallery, Istanbul Turkey
1992	Akbank Bebek, Istanbul, Turkey
	TAD Center Florya, Istanbul, Turkey
	Refat Ilgaz Culture Center Istanbul, Turkey
	Beyoglu Art Gallery, Istanbul, Turkey

Marhaba Arts Gallery Yasilkoy, Istanbul, Turkey
1993 Buyusehir Beledesi Art Gallery, Bursa, Turkey
Beyoglu Art Gallery, Istanbul,Turkey
ZODD Center, Taksim, Istanbul
1994 Merter, Istanbul, Turkey.
Maltepe Beleduysi Arts Gallery, Istanbul, Turkey
1995 Istanbul Technical University, Istanbul, Turkey
Beyoglu Art Gallery, Istanbul,Turkey
1996 Istanbul Habitat, Istanbul, Turkey
Lok Virsa, Islamabad
1997 Ustad Allah Bakhsh Art Gallery, Alhamra Center, Lahore
1998 Co-opera Art Gallery, Lahore
1999 Co-opera Art Gallery, Lahore
2001 Lahore Art Council, Allah Bakhsh Art Gallery, Lahore
2002 Zaviay Art Gallery
2006 Hamil Art Gallery, Lahore
2007 Nomad Art Gallery, Islamabad
2007 Hamil Art Gallery, Lahore
2008 Hamil Art Gallery, Lahore
2010 Hamil Art Gallery, Lahore
2010 Tanzara Arts Gallery, Islamabad
2011 Hamil Art Gallery, Lahore
2012 Creative Gallery, Karachi
2012 Cosmo Club, Lahore
2014 Nomad Art Gallery, Islamabad
2015 Art Festival in Athens, Greece
2015 AQS Art Gallery, Islamabad
2015 Alhamra Art Gallery, Lahore
2015 Zulfi Arts Gallery, Lahore
2016 742nd commemoration Rumi Festival, Ankara, Turkey
2016 Nomad Art Gallery, Islamabad
2019 Nomad Art Gallery, Islamabad
2019 Art Festival in Mus, Turkey
2019 Calligraphy Exhibition in Alhamra, Lahore, Pakistan
2019 Islamabad Art Festival, Islamabad, Pakistan
2020 Solo Exhibition in Art62, Karachi
2020 Group Show in Artscene Gallery, Karachi

AWARDS

28 awards and 15 honors from country and abroad

1965 Declared Best Artist by IER Punjab University Student Guild
Prize Awarded by Ustad Allah Bakhsh
Declared Artist of the year,Awarded Gold Medal by House Wives Association of Pakistan
Awarded shield of Honor by Pak-German Society, Frankfurt Germany
Awarded second prize on calendar design form National Council of Art, Karachi,Pakistan
Awarded Shah Faisal Gold Medal of Honor by Society for Unity of Muslim World, Lahore, Pakistan
1982 Awarded Medal of Honor by Public Relation Society of Pakistan, Lahore, Pakistan
Awarded National Award of the year by Pakistan Cultural Society, Lahore, Pakistan
1984 Awarded Shield of Honor by WAPDA Pakistan on Tarbela Paintings Exhibition, Pakistan
Awarded Shield of Honor by Creative Concept Lahore on Calligraphic Exhibition, Pakistan
Awarded Gold Medal of Honor by Mujlis-e-Saqafat-e-Pakistan, Lahore on 05th year of 22 Behman - Iran
1986 Awarded Ustad Allah Bakhsh Award by Punjab Seed Corporation and Agriculture Department

1988	Awarded Shield of Honor by Gulhane Art Festival, Istanbul - Turkey
1989	Awarded, Award of honor on Modern Calligraphy by Gulhance Art Festival, Istanbul, Turkey
1990	Awarded Long Service Award by Islamic Foundation and Public Welfare Council of Punjab
1991	Awarded Plaque of Honor by Turk Mothers Association, Istanbul- Turkey
1992	Awarded by Social Committee of center for mentally disabled Children- Tturkey
1993	Awarded Plaque of Honor by Society for the Advancement of Mentally Retarded, Lahore, Pakistan
1993	Awarded Plaque of Honor by Association of Architect of Bursa- Turkey
2000	Awarded Shield of Honor by Comso Club, Lahore, Pakistan
2015	Declared Artist of the in Art festival in Athen, Grecce
2016	Awarded Shield of Honor by Governor of Konya, in 742 Commemoration of Rumi, Konya, Turkery
2017	Awarded Shield of Honor by Governor of Mush, Mush, Turkery
2019	Awarded Shield of Honor by Yunus emre Enstittusu, Ankara, Turkey
2019	Awarded Medal of Honor by Citizen council of Pakistan, Lahore, Pakistan
2019	Awarded Shield of Honor by Yunus emre Enstittusu, Lahore, Pakistan
2021	President's Pride of Performance Award (Pakistan)
2021	Awarded best Calligraphic Artist in 2021, Lahore, Pakistan

HONORS

1960-61	Vice President, Student Welfare Society, Sialkot
1962-65	General Secretary, WPYM, Sialkot
1965-67	President "Shaheen" of WPYM, Lahore
1967-68	Assistant Secretary General WPYM, Lahore
1972	Joint Secretary, Punjab Art Society, Lahore
1982-83	Member, Art Committee, Lahore Art Council, Lahore
1983	Member, Calligraphist Association of Tehran, Iran
1984-85	Chairman, Art Committee, Academy for Disabled, Lahore Pakistan
1986-87	Member of Executive Committee, Artists Association of Punjab
1990	Member of Art Committee Lahore Art. Council
1990	Vice President Calligraphist Guild of Pakistan, Lahore
1993	Pattern, Society for the Advancement of Mentally Retarded (SAMR), Lahore
1998	Secretary General, Pakistan Calligraphic Artist Guild
1998	Chairman, Family Support Program, Pakistan
2021	Honorary Doctorate Degree from Royal American University in Spiritual Arts
2021	HERA Foundation New York, USA presented Community Award 2020
2022	Senior Vice President Pakistan Calligraphic Artist Guild

MENTIONABLE ART WORK AND COLLECTERS.

Sheikh Zaid Hospital Lahore	80	Paintings
Civil Hospital, Lahore	5	Paintings
World Bank IMF Building USA (PNCA,Islamabad)	1	Painting
Tam International USA	1	Painting
Smithsonian Institute USA	1	Painting
Princes Wijdan of Jordan	1	Painting
Research Center for Islamic Art and Culture, Istanbul	1	Painting
Press Museum, Istanbul	1	Painting
Consulate General of Pakistan in Istanbul	1	Painting
Beyoglu Belediye Istanbul	10	Paintings
Bursa Metropolitan Corporation, Turkey	6	Paintings
Purl-Continental Hotel, Lahore	10	Paintings
Fatima Memorial Hospital Lahore	50	Paintings

Ittifaq Hospital Lahore	20	Paintings
Pakistan Administrative Staff College, Lahore	5	Paintings
Arab Security Center Riyadh Saudi Arabia	20	Paintings
Directorate General Civil Defense Islamabad	4	Paintings
Institute of Business Administration Karachi	1	Painting
PN Staff College Karachi	2	Paintings
Lahore Museum	2	Paintings
Ministry of Foreign affair Islamabad	20	Paintings
Fountain House Lahore	6	Paintings
Embassy of Pakistan, Washington, D.C.	2	Paintings
Ministry of Information and Technologies	2	Paintings
National Library of Pakistan, Islamabad	4	Paintings
Pakistan Academy of Letters, Islamabad	2	Paintings
National Language Promotion Department, Islamabad	2	Paintings

Arts Works

During his 65 Years career Shafique Farooqi has painted 13,000+ art works in the following medium.

- **Freehand Sketches**
    a. Pastel
    b. Charcoal
- Calligraphic art
- Landscape
    a. Watercolor
    b. Oil Color
- **Symbiosis concept in Art**
    a. Journey of Line with Symbol (Pastel)
    b. Journey of Line with Symbol (Mix Media)
    c. Journey of Line with Calligraphy (Pastel)
- Symbolic art
- Spiritual art (Whirling Dervishes)
- Ceramic
- Etching paintings
- Performing art

ART PUBLICATIONS

- Symbiosis Concept in Art
- Journey of Lines with Calligraphy
- Chenda Zaman (Turkish Poetry)
- Drakhat Dervish (Coffee Table Book)
- The Tale of Drunken Flute in Whirling Dervishes (Coffee Table Book)
- La ilaha illa Allah (Coffee Table Book)
- Muhammad Dur Rasool Allah (Coffee Table Book), in Process
- Journey of Lines (Fiqr-e-Allama Iqbal) in Process
- Muraqa-e-Nizami Ganjavi (in Process)

Rhythm of Life

by
Muhammad Shafique Farooqi
(1961 – 2023)

Prof. Dr. MUHAMMAD SHAFIQUE FAROOQI
Pride of Performance

Shafique Farooqi was born in 1942 in Sialkot, Pakistan. After his training at the National College of Arts, he went over to Turkey and completed his Master's degree at Istanbul University. Later on he was bequeathed an honorary doctorate in Spiritual Arts from Royal American University in Spiritual Arts.

In the 65 years of his art career he has done more than 13,000 art pieces and 107 solo shows in USA, England, Saudi Arabia, Egypt, Germany, Sudan, France, Canada, Holland, Turkey , Azerbaijan and Pakistan. He has mastered the arts of Free hand Sketches , Calligraphy, Landscape, Watercolor, Etching, Symbolic Art, Ceramics, Symbiosis concept of art (Journey of Line), and Spiritual art (Whirling Dervishes). Recognizing his contributions to the field of arts, the government of Pakistan conferred on him the President's Pride of Performance, in 2021.

Among his passions, earlier in his career, Mr. Shafique Farooqi had taken up calligraphy, in which his emphasis was Arabic alphabet.

Invoking Rumi, Shafique Farooqi's Whirling Dervishes transports the viewer to a spiritual realm in an ecstasy of colour. His images swirl and melt into the heavens above joining mind, heart, and body as they seek oneness with God. Having spent a significant part of his life in Turkey, Farooqi's art has been deeply inspired by Sufism. His recent endeavor is his book on art and mysticism "The Tale of Drunken Flute in Whirling Dervishes".

Mr. Shafique Farooqi fascination with Calligraphic art over 65 years, His artistic journey simultaneously Travers twin paths, virtuosity and wisdom Mr. Farooqi has published his 7th book "محمد رسول الله" which his knife and hand truly reflects Calligraphy as seen.

Mr. Shafique Farooqi now a days working on his 8th book "Journey of line" in which he will endeavor to project Muraqa-e-Nizami Ganjavi through his art. The drawings in this book demonstrate Mr. Shafique Farooqi's masterful skill as an artist, flight of his imagination, and depth of his intellect as he addresses delicate and tantalizing subjects.

In Shafique Farooqi's landscape paintings, there is always a central object, perhaps a tree that has attracted the artist's full attention. He has treated it in the spirit of a portrait, and has generally succeeded in revealing the whole atmosphere of the landscape in reference to the single tree.

Symbolism is an art movement in response to Realism and Impressionism. Mr. Shafique Farooqi used Symbolism to express meaning in an indirect manner. He wanted their painting to depict a meaning beyond just the figures they drew.

Mr. Shafique Farooqi spent almost 17 Years of his life in Turkey from 1983 to 1999 and honorably represented Pakistan at all levels. He received 5 prestigious awards during his stay in Turkey. He taught Islamic Calligraphy and Landscape of Pakistan to hundreds of students. In Turkey, he creates the concept his work is influenced by Sufi mysticism. In his this series of paintings, he uses the whirling dervish "SEMA" of the Mevlevi order as his inspiration. During his stay in Turkey he also create a new concept in the field of art "Symbiosis concept of art (Journey of Line)"

During his stay in turkey He worked as an Advisor in Floyra Istanbul center for Rehabilitation of Disable children and made it model center in Turkey with help of Lion club and foreign funding. Further his paintings on disabled persons have won him honor and distinction in Turkey, England and Germany, and Holland have been prized most for his compassion for the retarded and handicapped children.

Mr. Shafique Farooqi's 260 painting has commissioned in USA, England, Saudi Arabia, Egypt, Germany, Sudan, France, Canada, Holland, Turkey and Pakistan.

Mr. Shafique Farooqi donated 10 Master Pieces for Diamer bhasha dam. These were sold and the proceeds were presented as contribution towards the dam funds.

Mr. Shafique Farooq received 29 National and international Awards and 14 honors in the field of art and also received (President's Pride of performance award)
Mr. Shafique Farooqi Published 7 books book in field of art.

As an artist he has succeeded in bringing anguish in the soul to his art of painting. Though trained on the conventional lines, He has evolved his own vision of creative consciousness and has completed a work which affirms his originality and commitment for beauty which lies hidden in the visual scenes, and which has been released only by him. His paintings have given something creative to his age, and in this lies his own fulfillment and satisfaction as an artist.

Artist Statement

"My paintings are formed out of my impressions, observations and my emotional experiences I see reality as an endless process of conflicts and decisions, therefore the tonality of experience can never be resolved in a definite way. The texture of life is like the surface of a block of clay; it is shaped and molded by the circumstances of daily conflicts, personal and collective catastrophes and individual questioning. My work lives on this quest until it becomes a rite of realizations, a struggle for the possibility to order the sensation of consciousness".

Muhammad Shafique Farooqi

Calligraphic Art (Journey Of Line)

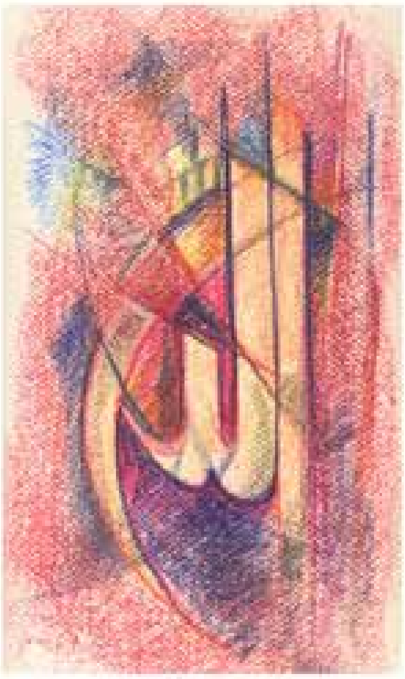
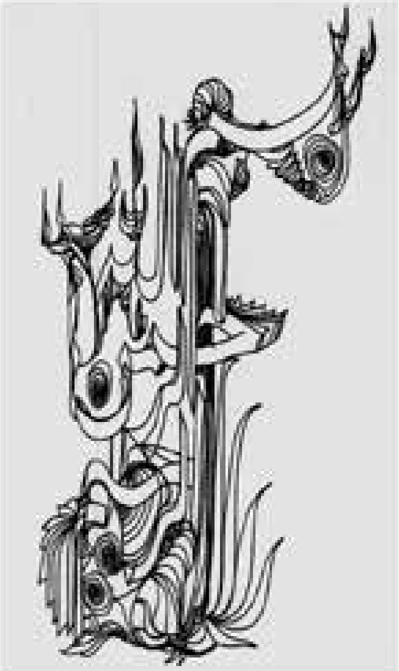

قصیدہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

وَاَحسَنُ مِنکَ لَم تَرَ قَطُّ عَینِی

یا رسول اللہ ﷺ آپ جیسا میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں

وَاَجمَلُ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّساءُ

اور (دیکھتی بھی کیسے کہ) آپ ﷺ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نے پیدا کیا ہی نہیں

خُلِقتَ مُبَرَّءً مِن کُلِّ عَیبٍ

آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا

کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشاءُ

گویا کہ آپ ﷺ کو ایسا ہی پیدا کیا گیا جیسا آپ ﷺ خود چاہتے تھے

نعت

وہی حرف حرف، صدا صدا وہی لوح لوح قلم قلم
کہیں شاخِ گُل کہیں نقشِ پا وہی لوح لوح قلم قلم

وہی ہست ہے وہی بود ہے وہی رنگ و بُو کی نمود ہے
وہی عکس ہے وہی آئینہ وہی لوح لوح قلم قلم

وہی یم بہ یم وہی جو بہ جو وہی لہر لہر کی جستجُو
وہی باد بان وہی ہوا وہی لوح لوح قلم قلم

وہی منزلوں کا سُراغ ہے وہی طاقِ شب میں چراغ ہے
وہی رہگزر وہی قافلہ وہی لوح لوح قلم قلم

وہی پھُول ہو وہی ابر ہے وہی امتحان میں صبر ہے
وہی شامِ جبر میں حوصلہ وہی لوح لوح قلم قلم

نذیر قیصر

Farooqi
2.18

Farooqi
2.18